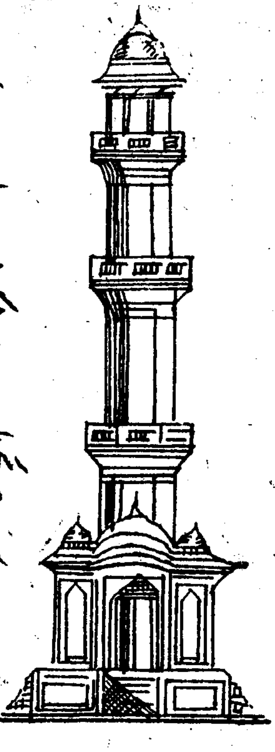
رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷



بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد

لا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۳ (۲) خواص و معاونین سے عـــہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے للعہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عـــہ

نمبر ۳۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۲۸ شعبان سنہ ۱۳۲۴ھ | جلد (۱۰)

فہرست مضامین

تازہ الہامات و رؤیا

(۱۵) اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء خواب میں دیکھا کہ میں کچھ لکھ رہا ہوں اور لکھتے لکھتے یہ الفاظ دیکھے ۔

عِلمُ الدَّرمان ۲۲۳

علم عربی لفظ ہے اور درمان فارسی ہے ۔ اس کے آگے ۲۲۳ کا ہندسہ ہے معلوم نہیں کہ اس سے کیا مراد ہے

(۱۶) اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء ۔ میں نے دیکھا کہ کسی کی موت قریب ہے یہ متعین نہ ہوا کہ کس کی موت آئی ہے ۔ تب اس کشفی حالت میں ہی میں نے دعا کی ۔

الہام ہوا

اِنّ المنایا لاتطیش سھامھا

یعنے موتوں کے تیر خطا نہیں جاتے ۔ تب میں نے اسی کشفی حالت میں ہی پہر دعا کی کہ اے خدا تو ہر چیز پر قادر ہے ۔

تب الہام ہوا

اِنّ المنایا قد تطیش سھامھا

اس کے بعد یہ بھی الہام تھا ۔

وہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

میں نہیں کہہ سکتا کہ ہم سب میں سے یہ کس کے حق میں ہے ۔

واللّٰہ اعلم بالصّواب

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت حجۃ اللّٰہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمد للہ بہرحال اچھی ہے ۔
جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں لکھا جا چکا ہے حقیقۃ الوحی ختم ہو گئی ۔
اس کی قیمت . . . ایک روپیہ نہیں بلکہ سوا روپیہ محصول ڈاک کے علاوہ مقرر ہوئی ہے ۔ یہ ایک مفید اور جامع کتاب ہے ۔ اور ہر ایک احمدی کے پاس اسکا ہونا ضروریات سے ہے ۔

(۲) مولانا سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی دار الامان تشریف لے آئے ہیں اور خدمت دین میں مصروف ہیں ۔

(۳) مسجد مبارک کی توسیع کی ضرورت حضرت حجۃ اللّٰہ علیہ السلام نے محسوس کی ہے اور سعی فرما رہے ہیں کہ جس طرح ممکن ہو مسجد بڑھ جاوے ۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ارادوں کو پورا کرنے والا ہے ۔

الحکم کے پچھلے فایل

الحکم کے پچھلے فایل جو نایاب اور نادر مضامین سے لبریز ہیں اسوقت دفتر الحکم سے مل سکتے ہیں چونکہ بہت تہوڑی جلدیں باقی ہیں اور پہر دست انکا دوبارہ چہپنا مشکل ہے اسلئے جو صاحب چاہیں منگوالیں ۔ پہر یہ فایل سینکڑوں روپیہ کو صرف سے بہی نہیں ملیں گے ۔

۱۸۹۷ء	عـــہ
سنہ ۱۸۹۸	۷
سنہ ۱۸۹۹	۷
سنہ ۱۹۰۰	عـــہ
سنہ ۱۹۰۱	عـــہ
سنہ ۱۹۰۲	عـــہ
سنہ ۱۹۰۳	عـــہ
سنہ ۱۹۰۴	عـــہ
سنہ ۱۹۰۵	عـــہ

کُل فایل یکدم خریدنے والے کو ۶۰ پر دئے جاویں گے ۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

درود شریف پڑھنے کی کیوں ضرورت ہے؟

لاہور کے وطن اخبار میں جسکو بینے اسلام کی تردید میں عیسائیوں کی کتابیں بیچنے سے منع کیا ہے کسی شخص نے درود شریف کے متعلق اعتراض کیا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ مفسر قرآن مولوی انشاء اللہ خان صاحب اسی پرچہ میں اسکا جواب بھی ساتھ ہی شائع کر دیتے مگر خدا تعالیٰ نے انسے یہ توفیق چھین لی۔ اور نہیں اسمیں ہمت نہیں ہوئی کہ خود کوئی جواب اس اعتراض کا دیں۔ اس شیخی پر لوگوں کو میور کی تصانیف پڑھنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

وطن کے اس اعتراض کو پڑھ کر ایک خادم اسلام کے دل میں درد اٹھا اور اسنے جب تک اسکا جواب نہ لکھ لیا۔ دوسرا کام نہیں کیا میں اس جواب کو کسی حاشیہ اور اضافہ کے بدون چھاپ دیتا ہوں وطن کا فرض ہے کہ اپنے اخبار میں بھی اسے شائع کرے اور معترض کو اجازت ہے اگر اس کے بعد بھی کچھ کہنا چاہتا ہے تو ضرور لکھے اسکا جواب دیا جاویگا۔ میں اس پر اپنی طرف سے فی الحال کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہتا بجز ایک بات کے اور وہ یہ ہے کہ انسانی فطرت میں یہ امر ودیعت کیا گیا ہے کہ وہ اپنے محسن کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ اور اسکا عملی درآمد عام طور پر ہم دیکھتے ہیں اسی فطرتی اصول پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مبارک اور محکم تعلیم دی مَن لم یشکر الناس لم یشکر اللہ یعنی جسنے انسان کا شکر نہیں کیا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ انسان عظیم صاحب خلق عظیم جسنے دنیا کی کایا پلٹ دی اور خطرناک تاریکی سے اسے نکال کر روشنی کے ایک بلند مینار پر اسے لا کھڑا کیا۔ ہر قسم کی فسق و فجور اور وحشیانہ زندگی سے مہذب اور باخدا انسان بنا دیں اس سے محبت نہ کی جاوے اور اسکی شکر گزاری ہم میں نہ ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصلاحی پہلو پر غور کر کے بتاؤ کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟ پھر یہ امر تمام مہذب ممالک مہذب افراد اور شائستہ اقوام کا دستور العمل ہے کہ وہ اپنے محسن کے لئے شکر گزاری کی ووٹ پاس کرتے ہیں اور اس میں نہ ہیں تو بات بات پر تھینکس تھینکس ہوتا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایات پر آپ کی کامیابیوں اور ترقی مدارج کے لئے شکریہ کے ووٹ (درود شریف) کے ذریعہ پاس ہوں تو اعتراض ہو۔ لعجب!

پھر یہ بھی نظام مملکت ہمارے سامنے ہے کہ اعلیٰ درجہ کے کارکنوں کے لئے سلاطین عالم خطاب تجویز کرتے ہیں انکے مناصب میں ترقیاں کرتے ہیں پھر احکم الحاکمین اپنے ایک عظیم الشان رسول کے مدارج میں ترقی کرے تو وہ قابل اعتراض ٹھیرے! افسوس!!

سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست

بہر حال وہ مضمون درج ذیل ہے۔ امید ہے وطن اسے چھاپ دیگا۔ اور معترض صاحب کو اگر شک رہا تو وہ پوچھنے کی جرأت کریگا اور اسے جواب بحولہ تعالیٰ دیا جاویگا۔ ایڈیٹر

اخبار وطن مطبوعہ ۵ ستمبر ۱۹۰۶ء نمبر ۳۶ - جلد ۱۲ صفحہ ۱۰ میں ایک اعتراض درود شریف پر کسی شخص نے کیا ہے لہذا اس کا جواب دیا جاتا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

ترجمہ بیشک اللہ اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو خدا اور رسول پر درود بھیجو اور سلام بھیجو سلام بھیجنا۔ سورہ احزاب رکوع ۷۔

اعتراض معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے نبی کریم پر درود بھیجا جو کافی نہ ہوا۔ پھر فرشتوں کو بھی حمایت کے لئے ساتھ لیا پھر بھی شاید کام نہ بنا۔ پھر مومنوں کی بھی ضرورت پڑی عجب نبی ہے جس کو خدا اور فرشتوں کا درود کفایت نہیں کرتا اور بالآخر خدا کو مومنوں تک کو بھی حکم دینا پڑا تم بھی درود پڑھا کرو۔ پھر بھی معلوم نہیں کہ کافی ہو سکے یا نہ ہو۔

جواب خدا کا فضل و کرم ہر وقت اسکے بندوں پر ہوتا ہے کیونکہ خدا کی ذات پاک رحمان و رحیم ہے مگر نزول فضل خداوندی کا اس عالم میں جسکا سلسلہ سبب اور مسبب سے وابستہ ہے کوئی نہ کوئی باعث یا ذریعہ بھی ضرور ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک ذریعہ نزول رحمت باری تعالیٰ کا ایمان اور اعمال صالح ہے دیکھو سورہ النسا رکوع ۲۴ میں بیان ہوا ہے۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ۔

پس جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور ایمان کے ساتھ اعمال حسنہ بھی کئے ہیں پورا دیگا اللہ انکے اجر جو اُن سے وعدے کئے ہیں اور اُس پر زیادہ دیگا اپنے فضل سے۔

اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نیک کاموں کے اجر کے علاوہ اپنے فضل سے زیادہ بھی عطا فرمایا ہے چونکہ درود بھیجنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند تعالےٰ جل شانہ کا از راہ فضل و کرم ہے اور فضل خداوندی جسقدر ہو وہ کافی ہے۔

معترض کا یہ کہنا کہ فرشتوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے حمایت کے لئے ساتھ لیا پھر بھی شاید کام نہ بنا۔ اے معترض کسی کی حمایت کا محتاج ہونا کمزور اور ناتوان انسان کا کام ہے خداوند تعالیٰ کی ذات پاک القادر القوی العزیز اور صمد ہے اس ذات مقدس کو کسی کی حمایت کا حاجت مند خیال کرنا صریح کفر ہے۔

رہا فرشتوں کا اور مومنوں کا آنحضرت کی ذات مبارک پر درود بھیجنا وہ خدا کی حمایت کرنا نہیں ہے بلکہ اپنی بہتری اور بہبودی چاہنا ہے اس امر پر دلیل یہ ہے چنانچہ سورۂ انعام رکوع ۲۰ میں ارشاد خداوندی یوں ہوا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا یعنی جو کوئی لایا نیکی اسکو ہے اسکے دس برابر سورۂ النسا رکوع ۲۴ میں اجر پر زیادتی بیان فرمائی اور سورہ انعام میں اصل اجر کے سوا دس گنا زیادہ ثواب دینا ارشاد فرمایا ہے۔ اور سورہ حم السجدہ رکوع اول میں فضل بے بہا جوش زن ہو رہا ہے یہاں حکم ہوتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ یعنے البتہ جو لوگ یقین لائے اور کئے نیک کام انکو اجر ملنا ہے جو بس نہ ہو۔

آیات مذکورہ بالا سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک کام کا اجر دیکر اسکے علاوہ بطور بخشش کے دس گنا ثواب کیا بلکہ لا انتہا مہربان فرماتا ہے۔ اب یہ بھی جاننا ضروری امر ہے کہ نیکی اور نیک کام کیا ہے جسکے ذریعہ سے برکات الٰہی عطا فرمائے جاتے ہیں۔ حضرات نیک کام یا پاکیزہ عمل اپنے مالک الملک خدا کے تدبیر کے حکموں کا بجالانا ہے۔

اور فرشتوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا بحکم الٰہی ہے کیونکہ فرشتوں کا کوئی فعل بدون مرضی خدا کے نہیں ہوتا۔ دیکھو سورہ تحریم رکوع اول میں اس امر کا فیصلہ موجود ہے ویفعلون ما یؤمرون یعنے فرشتے وہی کام کرتے ہیں جو ان کو حکم الٰہی ہوتا ہے۔

فرشتوں اور انسانوں کو جو اپنے پیارے رسول پر درود بھیجنے کا حکم ربانی ہوا ہے اسکی یہ غرض نہیں تھی کہ جو رحمت اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم پر بذریعہ درود نازل فرما چکا ہے وہ کافی نہیں تھی اور خدا کی رحمت کا خزانہ تمام ہو چکا تھا اور نہ خدا کا یہ فرمانا ہے کہ اے فرشتو اور انسانوں تم میری حمایت کرو اور میرے نبی پاک پر درود بھیجو تاکہ وہ نقص اور کمی جو میرے درود بھیجنے میں رہ گئی ہے شاید پوری ہو جاوے اور میرے رسول کا کام چلے۔ حاشا للہ یہ گمان کرنا خدا کی ذات پاک پر سراسر کفر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ سورہ السبا رکوع ۳ میں فرماتا ہے وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ یعنے اور نہیں واسطے انکے بیچ ان دونوں کے کچھ ساجھا اور نہ ان میں سے کوئی خدا کا مددگار ہے۔

اے نادان معترض خدا کی رحمت کے خزانے بے بہا ہیں دیکھ لا انتہا خزانوں کا مالک اپنی کلام پاک یعنے سورہ ابراہیم رکوع ۵ میں فرماتا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ یعنے نعمائے الٰہی کا کوئی شمار نہیں کر سکتا اسکے خزانے لامحدود ہیں۔

اور ہم قرآن کریم کی آیات سے بخوبی ثابت کر چکے ہیں کہ نیک عمل پہ اجر کے علاوہ خدا اپنے فضل و کرم سے دس گنا ثواب عطا فرماتا ہے اور دس گنے سے بھی بڑھ کر بے شمار بخشش کرتا ہے اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ حکم الٰہی کی بجا آوری کا نام ہی نیک اعمال ہے منجملہ نیک اعمال کے بحکم خداوندی درود کا بھیجنا پیغمبر علیہ السلام پر یہ بھی ایک اعلےٰ درجہ کا نیک کام ہے اور یہ نیک عمل خواہ فرشتے بجا لاویں یا انسان ہر ایک کو نیک کام پر اجر دینا الٰہی وعدہ ہو چکا ہے۔ اور اعمال کے اجر کے علاوہ عطا فرمانا خواہ اس گنا ثواب یا بے شمار

بخشش کرنا یہ خدا کے فضل وکرم کا ثبوت ہے الغرض درود کا بھیجنا پیغمبر علیہ السلام پر بھیجنے والوں کے لئے رحمت الٰہی کا ایک ذریعہ ہے پیغمبر علیہ السلام کی کسی کمی کی تلافی نہیں۔ اور نہ خدا کے اڑے وقت کسی فرشتہ کا کام آنا جیسے کہ معترض نے اپنی جہالت سے خیال کیا ہے پس درود شریف کا پڑھنا واجب ہے اور اس ادائے واجب سے فرشتوں اور انسانوں پر جو اپنے پیارے رسول پاک پر درود بھیجتے ہیں اس اعمال صالح کی وجہ سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور نیز اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان مبارک سے آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود پہونچانا بندگان خدا کا جو بطور پیشگوئی زبور ۷۲ آیت ۱۵ میں یوں فرمایا ہے۔ اسکے حق میں یعنے جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے۔ سدا دعا ہوگی ہر روز اس کی مبارک بادی کہی جائے گی۔

خدا تعالےٰ کو حضرت داؤد علیہ السلام کی اس پیش گوئی کا پورا کرنا زبور پاک کی صداقت کا اظہار مقصود تھا اور فرشتوں اور انسانوں کو بذریعہ درود شریف بھیجنے پیغمبر علیہ السلام پر اجر عظیم کا عطا کرنا اور اپنے حبیب پاک کو اس اجر عظیم کا ذریعہ ٹھہرانا تھا۔ اگر کسی عیسائی کے دل میں یہ خیال گزرے کہ زبور ۷۲ کی پیشگوئی ہمارے یسوع کے حق میں ہے تو اسکے جواب میں کہا جاتا ہے کہ پیشگوئی مذکورہ بالا میں صاف لکھا ہے کہ اسکے لئے سدا دعا یعنے برکت ہوگی۔ اے عیسائیو تم بجائے برکت کے معاذ اللہ یسوع کے نام پر لعنت کرتے ہو۔ دیکھو خط گلیتون باب ۳ آیت ۱۳ میں لکھا ہے مسیح نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنتی ہوا کیونکہ لکھا ہے کہ لکڑی پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے + جائے انصاف ہے کہ اگر یہ پیشگوئی مندرجہ زبور ۷۲ بحق یسوع کے ہوتی تو بجائے لعنت کے عیسائی صاحبان اپنے فرضی خدا یسوع پر برکت بھیجتے نا کہ لعنت + ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

کمترین شیخ الٰہ دین لودھانوی واعظ انجمن حمایت اسلام لاہور

نقشہ اوقات سحری و افطار رمضان المبارک

۱۳۲۴ھ بابت افق شہر لاہور عرض بلد شمالی ۳۱ درجہ ۳۵ دقیقے۔ طول شرقی یعنی وقت نصف النہار شاہی عیدگاہ گرینج سے ۴ گھنٹے ۵۷ منٹ ۲۸ سکنڈ پہلے۔ مرتبہ قاضی محمد عبدالرحمٰن صاحب وکیل ریاست مقام نرولانہ

رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ	اکتوبر نومبر ۱۹۰۶ء	وقت طلوع صبح صادق ۵ بج کر منٹ	سکنڈ	وقت نصف النہار ۱۲ بج کر منٹ	سکنڈ	وقت نماز مغرب ۵ بج کر منٹ	سکنڈ
یکم	۲۰	۱۷	۱۴	۱۷	۱۸	۵۹	۲۹
۲	۲۱	۱۷	۵۴	۱۷	۲۷	۵۸	۲۴
۳	۲۲	۱۸	۳۴	۱۷	۱۷	۵۷	۱۹
۴	۲۳	۱۹	۱۵	۱۷	۸	۵۶	۱۶
۵	۲۴	۱۹	۵۶	۱۷	۰۰	۵۵	۱۴
۶	۲۵	۲۱	۳۷	۱۶	۵۲	۵۴	۱۲
۷	۲۶	۲۲	۱۸	۱۶	۴۵	۵۳	۱۳
۸	۲۷	۲۲	۵۹	۱۶	۳۹	۵۳	۱۴
۹	۲۸	۲۳	۴۱	۱۶	۳۴	۵۱	۱۵
۱۰	۲۹	۲۴	۲۳	۱۶	۲۸	۵۰	۱۸
۱۱	۳۰	۲۵	۵	۱۶	۲۴	۴۹	۲۲
۱۲	۳۱	۲۵	۴۷	۱۶	۲۱	۴۸	۲۸
۱۳	یکم نومبر	۲۵	۲۹	۱۶	۱۸	۴۷	۳۵
۱۴	۲	۲۶	۱۱	۱۶	۱۷	۴۶	۴۳
۱۵	۳	۲۶	۵۴	۱۶	۱۶	۴۵	۵۲
۱۶	۴	۲۷	۳۷	۱۶	۱۶	۴۵	۲
۱۷	۵	۲۸	۲۰	۱۶	۱۷	۴۴	۱۴
۱۸	۶	۲۹	۳	۱۶	۱۸	۴۳	۲۶
۱۹	۷	۲۹	۴۷	۱۶	۲۱	۴۲	۴۱
۲۰	۸	۳۰	۳۱	۱۶	۲۴	۴۱	۵۷
۲۱	۹	۳۱	۱۵	۱۶	۲۸	۴۱	۱۴
۲۲	۱۰	۳۱	۵۹	۱۶	۳۲	۴۰	۳۲
۲۳	۱۱	۳۲	۴۳	۱۶	۳۸	۳۹	۵۲
۲۳	۱۲	۳۳	۲۷	۱۶	۴۴	۳۹	۱۴
۲۵	۱۳	۳۴	۱۱	۱۶	۵۱	۳۸	۳۷
۲۶	۱۴	۳۴	۵۶	۱۷	۰۰	۳۸	۱
۲۷	۱۵	۳۵	۴۱	۱۷	۹	۳۷	۲۷
۲۸	۱۶	۳۶	۲۶	۱۷	۱۹	۳۶	۵۵
۲۹	۱۷	۳۷	۱۱	۱۷	۲۹	۳۶	۲۴

(۱) اوقات مندرجہ نقشہ انڈین سٹنڈرڈ ٹائم۔ (ہندوستان کا مستند وقت) کے مطابق ہیں۔

جسے ریلوے ٹائم بھی کہتے ہیں۔

(۲) کسی تاریخ کو جب لاہور کی دہوپ گھڑی میں ۱۲ بجے کا وقت ہو تو جیب گھڑی کا وقت اُس تاریخ کے وقت نصف النہار مندرجہ نقشہ کے برابر کر لینا چاہئے۔ اس طرح پر جیب گھڑی کا وقت ریلوے ٹائم کے مطابق ہو جائیگا۔ اسی طرح دیگر مقامات پر بھی دہوپ گھڑی کے وقت سے جیب گھڑی کا وقت ریلوے ٹائم کے مطابق اُس قدر منٹ اور سکنڈوں کی کمی یا بیشی کرنے سے بنا سکتے ہیں کہ لاہور سے جس قدر عرصہ پہلے یا پیچھے اُن مقامات پر نصف النہار کا وقت ہوتا ہے۔

(۳) وقت مغرب احتیاطاً غروب آفتاب سے ٹھیک ۳ منٹ بعد لکھا گیا ہے۔

(۴) جن مقامات کا عرض بلد لاہور کے مطابق یا قریب قریب ہے اُن میں یہ نقشہ بخوبی کام دے گا۔

مقامات ذیل میں صبح صادق و نصف النہار و مغرب کا وقت مندرجہ ذیل تفاوت سے ہوگا۔

امب ضلع ہوشیارپور ۷ منٹ۔ ۱۲ سکنڈ پہلے اٹاری ضلع امرتسر۔ ایک منٹ۔ ۸ سکنڈ پہلے امرتسر ۲ منٹ ۱۲ سکنڈ پہلے۔ بیاس شرقی سٹیشن کپورتھلہ۔ ۴ منٹ ۵۶ سکنڈ پہلے۔ بیاس مغربی سٹیشن امرتسر۔ ۴ منٹ ۵۲ سکنڈ۔ باغبانپورہ۔ ۱۲ سکنڈ پہلے۔ بجواڑہ ضلع ہوشیارپور ۶ منٹ ۲۸ سکنڈ پہلے۔ بٹالہ ضلع گورداسپور ۴ منٹ ۴۸ سکنڈ پہلے۔ ریاست تسوکیت۔ ۱۰ منٹ پہلے لوہاری ضلع امرتسر ۳ منٹ ۲۸ سکنڈ پہلے۔ جنڈیالہ۔ ۲ منٹ ۴۸ سکنڈ پہلے۔ چنیوٹ ضلع جھنگ ۵ منٹ۔ ۴ سکنڈ بعد۔ بھکر ضلع میانوالی۔ ۱۳ منٹ ۴ سکنڈ بعد۔ بستی میان خان۔ ضلع ڈیرہ اسمٰعیلخان۔ ۱۲ منٹ۔ ۴ سکنڈ بعد۔ ہیکی ضلع گوجرانوالہ ۱ منٹ۔ ۴ سکنڈ بعد۔ بخاری ضلع جھنگ ۵ منٹ۔ ۵۲ سکنڈ بعد۔ ہوشیارپور۔ ۶ منٹ ۸ سکنڈ پہلے جلو لاہور ۱۴ سکنڈ پہلے۔ مچھرالا ضلع لاہور ۲ منٹ۔ ۱۲ سکنڈ۔ ساماتوالہ ضلع گوجرانوالہ ۲ منٹ ۴ سکنڈ بعد۔ شاہ حسین ضلع شاہ پور ۹ منٹ ۲۵ سکنڈ بعد۔

جن مقامات کا عرض بلد لاہور سے مطابق نہیں۔ اُنمیں سے چند مقامات کا فرق یکم رمضان اور ۲۹ رمضان کا دیا جاتا ہے۔ جس سے باقی ایام کا فرق تقریباً معلوم ہو سکتا ہے۔

یکم رمضان مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء ۱۷ نومبر مطابق ۲۹ رمضان المبارک

نام مقام	فرق لاہور کے وقت سے بوقت صبح صادق منٹ	سکنڈ	پہلے یا بعد	فرق لاہور کے وقت سے بوقت مغرب منٹ	سکنڈ	پہلے یا بعد	فرق لاہور کے وقت سے بوقت صبح صادق منٹ	سکنڈ	پہلے یا بعد	فرق لاہور کے وقت سے بوقت مغرب منٹ	سکنڈ	پہلے یا بعد
ریاست بہاولپور	۱۰	۲۰	بعد	۱۲	۳۶	بعد	۸	۲۷	بعد	۱۴	۳۶	بعد
الور	۹	۳۹	پہلے	۵	۴۴	قبل	۱۳	۳	قبل	۲	-	قبل
نارنول	۹	۳۴	قبل	۲	۸	″	۱۲	۴۵	″	۲	۵۷	″
دہلی	۹	۵	″	۹	۲۴	″	۱۵	۱	″	۶	۴۹	″
ریاست رامپور	۱۶	۱۰	″	۱۶	۱۵	″	۲۲	۹	″	۳	۵۷	″
مراد آباد	۱۸	۱۴	″	۱۵	۱۹	″	۲۱	۳	″	۳	۱	″
بریلی اسٹیشن	۲۲	۱۸	″	۱۹	۲۳	″	۲۵	۱۷	″	۱۷	۵	″
کانپور	۱۵	۷	″	۱۹	۳۲	″	۲۹	۶	″	۱۵	۲	″
دیوبند	۳	۴۴	″	۱۱	۴۷	″	۱۵	۲۱	″	۱۰	۳	″
علیگڈھ	۱۵	۱۴	″	۱۱	۴۱	″	۱۸	۳۰	″	۸	۲۷	″
ریاست [illegible] منڈاور	۶	۲۷	″	۵	۴۱	″	۱۲	۳۰	″	۲	۲۷	″

ضرورتِ نکاح

الحکم میں ایک عرصہ سے ایسے اشتہار چھپے جاتی ہیں ان اشتہارات کے ذریعہ قوم میں کئی تعلق قائم ہوئے ہیں اور جس سے مفید نتائج پیدا ہونے کی امید ہے منجملہ ان کے قوم نے اس ضرورت کو محسوس کر لیا ہے کہ احمدیوں ہی میں ناطے رشتہ ہونے چاہئیں۔ اسلئے اس تحریک کو قایم رکھنے کے لئے ہمیشہ ایسی درخواستیں شائع ہوتی رہیں گی۔ انشاء اللہ العزیز۔ مگر کسی ایسے خط کا جواب نہ ملیگا جسکے ساتھ ٹکٹ نہ ہو۔ ایڈیٹر۔

منشی نبی بخش صاحب نائب کورٹ انسپکٹر ڈیرہ غازیخان صالح اور متقی احمدی ہے۔ یہانتک کہ انہیں مکالمات الٰہیہ بھی ہوتے ہیں۔ وہ نکاح کے خواہش مند ہیں مزید حالات خط وکتابت سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ حضرت حکیم الامۃ سے خط وکتابت ہو۔

مولوی عبداللہ خاں صاحب احمدی مدرس ہندو کالج پٹیالہ کے صاحبزادہ غلام مصطفےٰ طالب علم ایف۔ اے کلاس کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ مولوی صاحب موصوف ایک معزز خاندان کے ممبر ہیں۔ لڑکا اس سال ایف۔ اے میں شریک ہوگا۔ آیندہ اللہ تعالےٰ چاہے تو بی۔ اے پاس کرنے کا ارادہ ہے احمدیوں میں شادی کرنے کی ضرورت ہے۔

چودہری قاسم علی قوم راجپوت ڈفنگ جمعدار ریلوے احمدی بھائی ہے اور نکاح کا خواہشمند ہے بابو عبدالرزاق سٹیشن ماسٹر لودہانہ ان کی دینداری اور نیک چلنی کی خاص تعریف کرتے ہیں۔ خط وکتابت دفتر الحکم سے ہو۔

لیکچر لودہانہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

پس جب حالت یہانتک پہونچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار خدام شہید کر دیئے گئے اور مسلمان ضعیف عورتوں تک کو نہایت سنگدلی اور بیحیائی کے ساتھ شہید کیا گیا تو کیا حق نہ تھا کہ ان کو سزا دیجاتی۔ اسوقت اگر اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہوتا کہ اسلام کا نام ونشان نہ رہے تو البتہ یہ ہوسکتا تھا کہ تلوار کا نام نہ آتا مگر وہ چاہتا تھا کہ اسلام دنیا میں پھیلے اور دنیا کی نجات کا ذریعہ ہو اسلئے اسوقت محض مدافعت کے لئے تلوار اٹھائی گئی۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اسلام کا اسوقت تلوار اٹھانا کسی قانون۔ مذہب اور اخلاق کے رو سے قابل اعتراض نہیں ٹھیرتا وہ لوگ جو ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کی تعلیم دیتے ہیں وہ بھی صبر نہیں کر سکتے۔ اور جن کے ہاں کیڑے کا مارنا بھی گناہ سمجھا جاتا ہے وہ بھی نہیں کر سکتے پھر اسلام پر اعتراض کیوں کیا جاتا ہے؟ میں یہ بھی کھولکر کہتا ہوں کہ جو جاہل مسلمان کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا ہے وہ نبی معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افترا کرتے ہیں اور اسلام کی ہتک کرتے ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ اسلام ہمیشہ اپنی پاک تعلیم اور ہدایت اور اس کے ثمرات انوار و برکات اور معجزات سے پھیلا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان نشانات آپ کے اخلاق کی پاک تاثیرات نے اسے پھیلایا ہے اور وہ نشانات اور تاثیرات ختم نہیں ہوگئی ہیں بلکہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود رہتی ہیں اور یہی وجہ ہے جو میں کہتا ہوں کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم

زندہ نبی ہیں

اسلئے کہ آپ کی تعلیمات اور ہدایات ہمیشہ اپنے ثمرات دیتی رہتی ہیں۔ اور آیندہ جب اسلام ترقی کریگا تو اسکی یہی راہ ہوگی نہ کوئی اور۔ پس جب اسلام کی اشاعت کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی گئی تو اسوقت ایسا خیال ہی کرنا گناہ ہے۔ کیونکہ اب تو سب کے سب امن سے بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے کافی ذریعے اور سامانات موجود ہیں۔ مجھے بڑے ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عیسائیوں اور دوسرے معترضین نے اسلام پر حملہ کرتے وقت ہرگز ہرگز اصلیت پر غور نہیں کیا۔ وہ دیکھتے کہ اس وقت تمام مخالف اسلام اور مسلمانوں کے استیصال کے درپے تھے اور سب کے سب ملکر اس کے خلاف منصوبے کرتے اور مسلمانوں کو دکھ دیتے تھے۔ ان دکھوں اور تکلیفوں کے مقابلہ میں اگر وہ اپنی جان نہ بچاتے تو کیا کرتے قرآن شریف میں یہ آیت موجود ہے۔

اذن للذین یقاتلوا بانہم ظلموا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم اسوقت دیا گیا جب مسلمانوں پر ظلم کی حد ہوگئی تو انہیں مقابلہ کا حکم دیا گیا اوس وقت کی یہ اجازت تھی۔ دوسرے وقت کے لئے یہ حکم نہ تھا۔ چنانچہ مسیح موعود کے لئے یہ نشان قرار دیا گیا۔

یضع الحرب

اب یہ تو اسکی سچائی کا نشان ہے۔ کہ وہ لڑائی نہ کرے گا۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ اس زمانہ میں مخالفوں نے بھی مذہبی لڑائیاں چھوڑ دیں ہاں اس مقابلہ نے ایک اور صورت اور رنگ اختیار کر لیا ہے اور وہ یہ ہے کہ قلم سے کام لے کر اسلام پر اعتراض کر رہی ہیں عیسائی ہیں کہ انکا ایک ایک پرچہ پچاس پچاس ہزار نکلتا ہے اور ہر طرح کوشش کرتے ہیں کہ لوگ اسلام سے بیزار ہو جائیں۔ پس اس کے مقابلہ کے لئے ہمیں قلم سے کام لینا چاہیئے یا تیر چلانے چاہئیں اس وقت تو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو اس سے بڑھکر احمق اور اسلام کا دشمن کون ہوگا؟ اس قسم کا نام لینا اسلام کو بدنام کرنا ہے یا کچھ اور۔ جب ہمارے مخالف اس قسم کی سعی نہیں کرتے حالانکہ وہ حق پر نہیں اور پھر کیسا تعجب اور افسوس ہوگا اگر ہم حق پر ہو کر تلوار کا نام لیں۔ اسوقت تم کسی کو تلوار دکھا کر کہو کہ مسلمان ہو جا ورنہ قتل کر دونگا۔ پھر دیکھو نتیجہ کیا ہوگا وہ پولیس میں گرفتار کرا کے تلوار کا مزا چکھا دے گا۔

یہ خیالات سراسر بیہودہ ہیں ان کو سروں سے نکال دینا چاہیئے۔ اب وقت آیا ہے کہ اسلام کا روشن اور درخشاں چہرہ دکھایا جاوے یہ وہ زمانہ ہے کہ تمام اعتراضوں کو دور کر دیا جاوے اور جو اسلام کے نورانی چہرہ پر داغ لگایا گیا ہے اسے دور کر کے دکھایا جاوے۔ میں یہ بھی افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے لئے جو موقع خدا تعالےٰ نے دیا ہے اور عیسائی مذہب کے اسلام میں داخل کرنے کے لئے جو راستہ کھولا گیا تھا اسے بری نظر سے دیکھا اور اس کا کفر کیا

میں نے اپنی تحریروں کے ذریعہ پورے طور پر اس طریق کو پیش کیا ہے جو اسلام کو کامیاب اور دوسرے مذاہب پر غالب کرنیوالا ہے میرے رسائل امریکہ اور یورپ میں جاتے ہیں خدا تعالےٰ نے اس قوم کو جو فراست دی ہے۔ انہوں نے اس خداداد فراست سے اس امر کو سمجھ لیا ہے۔ لیکن جب ایک مسلمان کے سامنے میں انہیں پیش کرتا ہوں تو اس کے مُنہ میں جھاگ آ جاتی ہے گویا وہ دیوانہ ہے یا قتل کرنا چاہتا ہے حالانکہ قرآن شریف کی تعلیم تو یہی تھی

ادفع بالتی ھی احسن

یہ تعلیم اس لئے تھی کہ اگر دشمن بھی ہو تو وہ اس نرمی اور حسن سلوک سے دوست بن جاوے اور ان باتوں کو آرام اور سکون کے ساتھ سن لے۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس کیطرف سے ہوں وہ خوب جانتا ہے کہ میں مفتری نہیں۔ کذاب نہیں۔ اگر تم مجھے خدا تعالیٰ کی قسم پر بھی اور ان نشانات کو بھی جو اس نے میری تائید میں ظاہر ہوئے دیکھکر مجھے کذاب اور مفتری کہتے ہو تو پھر میں تمہیں خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ کسی ایسے مفتری کی نظیر پیش کرو۔ کہ باوجود اس کے ہر روز افترا اور کذب کے جو وہ اللہ تعالیٰ پر کرے پھر اللہ تعالیٰ اسکی تائید اور نصرت کرتا جاوے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اسے ہلاک کرے مگر یہاں اسکے برخلاف معاملہ ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں صادق ہوں اسکی طرف سے آیا ہوں مگر مجھے کذاب اور مفتری کہا جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ ہر مقدمہ اور بلا میں جو قوم میرے خلاف پیدا کرتی ہے مجھے نصرت دیتا ہے اور اس سے مجھے بچاتا ہے۔ اور پھر ایسی نصرت کی کہ لاکھوں انسانوں کے دلوں میں میری محبت ڈالدی۔ میں اسپر اپنی سچائی کو حصر کرتا ہوں اگر تم کسی ایسے مفتری کا نشان دیدو کہ وہ کذاب ہو اور اللہ پر اس نے افترا کیا ہو۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے اسکی ایسی نصرتیں کی ہوں اور اسقدر عرصہ تک اسے زندہ رکھا ہو اور اسکی مرادوں کو پورا کیا ہو۔ دکھاؤ۔ یقیناً سمجھو کہ خدا کے مرسل ان نشانات اور تائیدات سے شناخت کئے جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ ان کے لئے دکھاتا اور انکی تائید کرتا ہے۔ میں اپنے قول میں سچا ہوں اور خدا تعالیٰ جو دلوں کو دیکھتا ہے وہ میرے دل کے حالات سے واقف ہو کر خبر دار ہے۔ کیا تم اتنا بھی نہیں کہ سکتے جو آل فرعون کے ایک آدمی نے کہا تھا

ان یک کاذبًا فعلیہ کذبہ وان یک صادقًا یصبکم بعض الذی یعدکم

کیا تم یہ یقین نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹوں کا سب سے زیادہ دشمن ہے۔ تم سب ملکر جو مجھ پر حملہ کرو۔ خدا کا غضب اس سے کہیں بڑھکر ہوتا ہے پھر اس کے غضب سے کون بچا سکتا ہے۔ یہ آیت جو میں نے پڑی ہے اس میں یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وعید کی پیشگوئیاں بعض پوری کر دیگا۔ کل نہیں کہا اسمیں حکمت کیا ہے؟ حکمت یہی ہے کہ وعید کی پیشگوئیاں مشروط ہوتی ہیں وہ توبہ۔ استغفار اور رجوع الی الحق سے ٹل بھی جایا کرتی ہیں۔ پیشگوئی دو قسم کی ہوتی ہے ایک وعدہ کی جیسے فرمایا

وعد اللہ الذین امنوا منکم اہل سنت مانتے ہیں کہ اس قسم کی پیشگوئیوں میں تخلف نہیں ہوتا کیونکہ خدا تعالےٰ کریم ہے۔ لیکن وعید کی پیشگوئیوں میں وہ ڈرا کر بخش بھی دیتا ہے اسلئے کہ وہ رحیم ہے۔

بڑا نادان اور اسلام سے دور پڑا ہوا ہے وہ شخص جو کہتا ہے وعید کی سب پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں وہ قرآن کریم کو چھوڑتا ہے اسلئے کہ قرآن شریف تو کہتا ہے یصبکم بعض الذی یعدکم۔

افسوس ہے بہت سے لوگ مولوی کہلاتے ہیں مگر انہیں نہ قرآن کی خبر ہے نہ حدیث کی نہ سنت انبیاء کی صرف بغض کی جھاگ ہوتی ہے اسلئے وہ دہوکہ دیتے ہیں۔ یاد رکھو الکریم اذا وعد وفی رحیم کا تقاضا یہی ہے کہ قابل سزا ٹھیراکر معاف کر دیتا ہے اور یہ تو انسان کی بھی فطرت میں ہے کہ وہ معاف کر دیتا ہے ایک مرتبہ میرے سامنے ایک شخص نے بناوٹی شہادت دی اسپر جرم ثابت تھا وہ مقدمہ ایک انگریز کے پاس تھا۔ اسے اتفاقاً چٹھی آگئی کہ کسی دور دراز جگہ پر اسکی تبدیلی ہوگئی ہے وہ غمگین ہوا۔ جو مجرم تھا وہ بوڑہا آدمی تھا منشی سے کہا کہ یہ تو قید خانہ ہی میں مر جاویگا۔ اس نے بھی کہا کہ حضور بال بچہ دار ہے اسپر وہ انگریز بولا کہ اب مثل مرتب ہو چکی ہے اب ہو کیا سکتا ہے پھر کہا کہ اچھا اس مثل کو چاک کر دو۔ اب غور کرو کہ انگریز کو تو رحم آ سکتا ہے خدا کو نہیں آتا؟

پھر اس بات پر بھی غور کرو کہ صدقہ اور خیرات کیوں جاری ہے اور ہر قوم میں اسکا رواج ہے۔

فطرتاً انسان مصیبت اور بلا کے وقت صدقہ دینا چاہتا ہے۔ اور خیرات کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ بکرے دو۔ کپڑے دو۔ یہ دو وہ دو۔ اگر اس کے ذریعہ سے رد بلا نہیں ہوتا تو پھر اضطراراً انسان کیوں ایسا کرتا ہے؟ نہیں رد بلا ہوتا ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کے اتفاق سے یہ بات ثابت ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ صرف مسلمانوں ہی کا مذہب نہیں بلکہ یہودیوں۔ عیسائیوں اور ہندوؤں کا بھی مذہب ہے اور میری سمجھ میں روئے زمین پر کوئی اس امر کا منکر ہی نہیں جب کہ یہ بات ہے تو صاف کھل گیا کہ وہ ارادہ الٰہی ٹل جاتا ہے۔

پیشگوئی اور ارادہ الٰہی میں صرف یہ فرق ہوتا ہے کہ پیشگوئی کی اطلاع نبی کو دیجاتی ہے اور ارادہ الٰہی پر کسی کو اطلاع نہیں ہوتی۔ اور وہ مخفی رہتا ہے۔ اگر وہی ارادہ الٰہی نبی کی معرفت ظاہر کردیا جاتا تو وہ پیشگوئی ہوتی اگر پیشگوئی وعید نہیں ٹل سکتی تو پھر ارادہ الٰہی بھی صدقہ خیرات سے نہیں ٹل سکتا۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے چونکہ وعید کی پیشگوئیاں ٹل جاتی ہیں۔ اسلئے فرمایا۔

ان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم

اب اللہ تعالیٰ خود گواہی دیتا ہے کہ بعض پیشگوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ٹل گئیں اگر میری کسی پیشگوئی پر ایسا اعتراض کیا جاتا ہے تو مجھے اس کا جواب دو۔ اگر اس امر میں میری تکذیب کروگے تو میری ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرنیوالے ٹھہروگے۔ میں بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ کل اہل سنت جماعت اور کل دنیا کا مسلم مسئلہ ہے کہ تضرع سے عذاب کا وعدہ ٹل جایا کرتا ہے کیا حضرت یونس علیہ السلام کی نظیر بھی تمہیں بھول گئی ہے؟ حضرت یونس کی قوم سے جو عذاب ٹل گیا تھا اسکی وجہ کیا تھی؟ درمنثور وغیرہ کو دیکھو اور بائبل میں یونہ نبی کی کتاب موجود ہے۔ اس عذاب کا قطعی وعدہ تھا مگر حضرت یونس کی قوم نے عذاب کے آثار دیکھکر توبہ کی اور اسکی طرف رجوع کیا خدا تعالیٰ نے اس کو بخشدیا۔ اور عذاب ٹل گیا۔ پھر حضرت یونس یوم مقررہ پر عذاب کے منتظر تھے لوگوں سے خبریں پوچھتے تھے۔ ایک زمیندار سے پوچھا کہ نینوہ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ اچھا حال ہے تو حضرت یونس پر بہت غم طاری ہوا۔ اور انہوں نے کہا

لن ارجع الی قومی کذابا

یعنے میں اپنی قوم کیطرف کذاب کہلاکر نہیں جاؤں گا۔ اب اس نظیر کے ہوتے ہوئے اور قرآن شریف کی زبردست شہادت کی موجودگی میں میری کسی ایسی پیشگوئی پر جو پہلے ہی سے شرطی تھی اعتراض کرنا تقوے کے خلاف ہے۔ متقی کی یہ شان نہیں کہ بغیر سوچے سمجھے منہ سے بات نکال دے اور تکذیب کو آمادہ ہو جاوے۔

حضرت یونس کا قصہ نہایت .... دردناک اور عبرت بخش ہے اور وہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے اسے غور سے پڑھو۔

یہاں تک کہ وہ دریا میں گرائے گئے اور مچھلی کے پیٹ میں گئے۔ تب تو یہ منظور ہوئی یہ سزا اور عتاب حضرت یونس پر کیوں ہوا؟ اس لئے کہ انہوں نے خدا کو قادر نہ سمجھا کہ وہ وعید کو ٹال دیتا ہے۔ پھر تم لوگ کیوں میرے متعلق جلدی کرتے ہو؟ اور میری تکذیب کے لئے ساری نبوتوں کو جھٹلاتے ہو؟

یاد رکھو خدا کا نام غفور ہے پھر کیوں وہ رجوع کرنیوالوں کو معاف نہ کرے؟

اس قسم کی غلطیاں ہیں جو قوم میں واقع ہوگئی ہیں انہیں غلطیوں سے جہاد کی غلطی بھی ہے مجھے تعجب .... کہ جب میں کہتا ہوں کہ جہاد حرام ہے تو کالی پیلی آنکھیں نکال لیتے ہیں۔ حالانکہ خود ہی مانتے ہیں کہ جو حدیثیں خونی مہدی کی ہیں وہ مخدوش ہیں مولوی محمد حسین بٹالوی نے اس باب میں رسالے لکھے ہیں اور یہی مذہب میاں نذیر حسین دہلوی کا تھا وہ ان کو قطعی صحیح نہیں سمجھتے۔ پھر مجھے کیوں کاذب کہا جاتا ہے؟

سچی بات یہی ہے کہ مسیح موعود اور مہدی کا کام یہی ہے کہ وہ لڑائیوں کے سلسلہ کو بند کریگا اور قلم دعا۔ توجہ سے اسلام کا بول بالا کریگا۔ اور افسوس ہے لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں آتی اس لئے کہ جسقدر توجہ دنیا کیطرف ہے دین کیطرف نہیں دنیا کی آلودگیوں اور ناپاکیوں میں مبتلا ہوکر یہ امید کیونکر کرسکتے ہیں کہ ان پر قرآن کریم کے معارف کھلیں وہاں تو صاف لکھا ہے

لا یمسہ الا المطہرون

اس بات کو بھی دل سے سنو کہ میرے مبعوث ہونے کی علت غائی کیا ہے؟ میرے آنیکی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ کوئی نئی شریعت سکھاؤں یا نئے احکام دوں یا کوئی نئی کتاب نازل ہوگی ہرگز نہیں اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے تو میرے نزدیک وہ سخت گمراہ اور بیدین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہوچکا ہے۔ اب کوئی شریعت نہیں آسکتی۔ قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ اسمیں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجایش نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوضات اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہوگیا وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں۔ اور انہیں فیوضات اور برکات کی ثبوت کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ اسلام کی حالت جو اسوقت ہے وہ پوشیدہ نہیں بالاتفاق مان لیا گیا ہے کہ ہر قسم کی کمزوریوں اور تنزل کا نشانہ مسلمان ہو رہے ہیں۔ ہر پہلو سے وہ گر رہے ہیں انکی زبان ساتھ ہے تو دل نہیں ہے اور اسلام یتیم ہوگیا ہے۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اسکی حمایت اور سرپرستی کروں اور اپنے وعدہ کے موافق بھیجا ہے کیونکہ اس نے فرمایا تھا۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

اگر اسوقت حمایت اور نصرت اور حفاظت نہ کیجاتی تو وہ اور کونسا وقت آئیگا۔ اب اس چودھویں صدی میں وہی حالت ہو رہی ہے جو بدر کے موقع پر ہوگئی تھی جسکے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

اس آیت میں بھی دراصل ایک پیشگوئی مرکوز تھی یعنی جب چودھویں صدی میں اسلام ضعیف اور ناتوان ہو جائیگا۔ اسوقت اللہ تعالیٰ اس وعدہ حفاظت کے موافق اسکی نصرت کریگا۔ پھر تم کیوں تعجب کرتے ہو کہ اس نے اسلام کی نصرت کی؟ مجھے اس بات کا افسوس نہیں کہ میرا نام دجال اور کذاب رکھا جاتا ہے اور مجھ پر تہمتیں لگائی جاتی ہیں اسلئے کہ یہ ضرور تھا کہ میرے ساتھ وہی سلوک ہوتا جو مجھ سے پہلے فرستادوں کے ساتھ ہوا تا میں بھی اس قدیم سنت سے حصہ پاؤں۔

مینے تو ان مصائب اور شدائد کا کچھ بھی حصہ نہیں پایا لیکن جو مصیبتیں اور مشکلات ہمارے سید و مولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں آئیں اسکی نظیر انبیاء علیہم السلام کے سلسلے میں کسی کے لئے نہیں پائی جاتی۔ آپنے اسلام کیخاطر وہ دکھ اٹھائے کہ قلم ان کے لکھنے اور زبان ان کے بیان سے عاجز ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کیسے جلیل الشان اور اولوالعزم نبی تھے اگر خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت آپ کے ساتھ نہ ہوتی تو ان مشکلات کے پہاڑ کو اٹھانا ناممکن ہو جاتا۔ اور اگر کوئی اور نبی ہوتا تو وہ بھی رہ جاتا۔ مگر جس اسلام کو ایسی مصیبتوں اور دکھوں کے ساتھ آپ نے پھیلایا تھا آج اسکا جو حال ہوگیا ہے وہ میں کیونکر کہوں

اسلام کے معنے تو یہ تھے کہ انسان خدا کی محبت اور اطاعت میں فنا ہو جاوے اور جسطرح ایک بکری کی گردن قصاب کے آگے ہوتی ہے اسطرح پر مسلمان کی گردن خدا تعالیٰ کی اطاعت کیلئے رکھدی جاوے اور اس کا مقصد یہ تھا کہ خدا تعالیٰ ہی کو وحدہ لاشریک سمجھے جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اسوقت یہ توحید گم ہوگئی تھی۔ اور یہ ملک آریہ ورت بھی بتوں سے بھرا ہوا تھا۔ جیسا کہ پنڈت دیانند سرستی نے بھی اسکو تسلیم کیا ہے۔ ایسی حالت اور ایسے وقت میں ضرور تھا کہ آپ مبعوث ہوتے۔ اسی کا ہمرنگ یہ زمانہ بھی ہے جسمیں بت پرستی کے ساتھ انسان پرستی اور دہریت بھی پھیل گئی ہے اور اسلام کا اصل مقصد اور روح باقی نہیں رہا۔ اسکا مغز تو یہ تھا کہ خدا ہی کی محبت میں فنا ہو جانا اور اسکے سوا کسی کو معبود نہ سمجھنا اور مقصد یہ ہے کہ انسان رو بخدا ہو جاوے رو بدنیا نہ رہے اور اس مقصد کے لئے اسلام نے اپنی تعلیم کو دو حصے کئے ہیں اول حقوق اللہ دوم حقوق العباد۔ حق اللہ یہ ہے کہ اسکو واجب الاطاعت سمجھے اور حقوق العباد یہ ہے کہ خدا کی مخلوق سے ہمدردی کریں۔ یہ طریق اچھا نہیں کہ صرف مخالفت مذہب کیوجہ سے کسی کو دکھ دیں۔ ہمدردی اور سلوک الگ چیز ہے اور مخالفت مذہب دوسری شے۔ مسلمانوں کا وہ گروہ جو جہاد کی غلطی اور غلط فہمی میں مبتلا ہے انہوں نے یہ بھی جائز رکھا ہے کہ کفار کا مال ناجائز طور پر لینا بھی درست ہے خود میری نسبت بھی ان لوگوں نے فتویٰ دیا کہ انکا مال لوٹ لو بلکہ یہانتک بھی کہ انکی بیویاں نکال لو حالانکہ اسلام میں اس قسم کی ناپاک تعلیمیں نہ تھیں وہ تو ایک صاف اور مصفا مذہب تھا۔ اسلام کی مثال ہم یوں دیسکتے ہیں کہ جیسے باپ اپنے حقوق ابوت کو چاہتا ہے اسیطرح وہ چاہتا ہے کہ اولاد میں ایکدوسرے کیساتھ ہمدردی ہو وہ نہیں

اخبار وطن اور اشاعت کفر

مولوی انشاء اللہ خان صاحب ایڈیٹر وطن کی حرکت مذبوحی ناظرین دیکھ چکے ہیں یعنی گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں ان کی چٹھی کو مع اپنے ریمارکس کے چھاپ دیا تھا مگر مولوی انشاء اللہ خان صاحب کو اب شاید سانپ سونگھ گیا ہے کہ وہ اس کے جواب میں کچھ بھی نہیں بولتے لیکن یہ خیال ان کا غلط ہے کہ وہ اسطرح پر اس اشاعت کفر کے داغ کو چھپا لیں گے۔ وہ یاد رکھیں کہ انہیں ننگا کر کے پبلک کے سامنے کھڑا کر دیا جاویگا اگر وہ اس سے توبہ نکرین گے اور اس خطرناک گناہ کا کفارہ ندین گے۔

کھلی چٹھی شائع کرنے کے بعد مجھے مسلمان معاصرین پر افسوس ہوا تھا کہ انھوں نے اظہار حق سے محض اس بنا پر بے پروائی کی کہ ایڈیٹر وطن کی مخالفت کرنی پڑتی تھی۔ ایسے یار فروش مسلمان اخبار نویسوں کو خدا سے ڈرنا چاہئے کہ کتمان حق کے لئے وہ بھی عتاب الٰہی کے نیچے نہ آجاویں۔ خصوصیت سے روزگار۔ وکیل۔ اور کرزن گزٹ۔ اہل فقہ۔ النجم وغیرہ اسلامی اخبارات پر سخت افسوس ہے کہ انہوں نے اب تک اس معاملہ پر کچھ نہیں لکھا۔ اور اسکی وجہ بجز اسکے کچھ نہیں کہ وطن کا ایڈیٹر انشاء اللہ خان ہے

میں عنقریب وہ فتوی شایع کروں گا جو انشاء اللہ خان صاحب کی اس کارروائی کے متعلق علماء دین گے۔ فی الحال میری کھلی چٹھی پر معاصرین نے جو کچھ لکھا ہے اسے شایع کیا جاتا ہے۔

(روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

ایڈیٹر وطن کی اشاعت کفر

عنوان بالا سے ایک طویل کھلی چٹھی چھاپ کر ایڈیٹر الحکم نے ایڈیٹر وطن پر الزام لگایا کہ وہ سر ولیم میور مشہور مخالف اسلام اور دوسرے متعصب پادریوں کی تصانیف محض منافع کے لالچ سے مسلمانوں میں پھیلاتا ہے اور اس طرہ یہ کہ باوجود اعلان رعایت اُن کی قیمت معمولی کتب فروشوں سے بہت زیادہ چارج کرتا ہے۔ چاہئے تھا کہ ایڈیٹر وطن اپنے اخبار میں اس کا جواب دے کر اپنی پوزیشن صاف کرتا۔ مگر عام توقع اور فرض منصبی کے خلاف اُس نے ایڈیٹر الحکم کو ایک کارڈ لکھ کر اُس کی ذات پر بعض رکیک و ناگوار حملے کرنے کے بعد فروخت کتب مذکورہ کے متعلق یہ عذر پیش کیا کہ اُس میں مخالفین کے خیالات سے اہل اسلام کو واقف بنانے اور اُن سے اعتراضات کے جواب لکھوانے کی غرض مدنظر رکھی گئی ہے جو ایڈیٹر الحکم نے ایک تازہ مضمون میں اس عذر لنگ کے خوب بخئے اُدھیڑے اور اشتہار کی عبارت سے ثابت کیا کہ اُس میں کتابوں کے از سر تا پا دین اسلام کی مخالفت اور جناب رسالتمآب کی اہانت سے معمور ہونے کا کہیں ذکر تک نہیں بلکہ عنوان اشتہار سے اُلٹا تعریف کا مفہوم نکلتا ہے۔ علاوہ ازیں منصف مزاجوں کے نزدیک جوابات لکھوانے کا عذر اس لئے بھی مقبول نہیں ہو سکتا کہ اُن کتب کی کافی تردید پہلے کی جا چکی ہے اور لائق عیسائی علماء تک مصنفین کو اُن کی لغویت و بیہودگی پر ملامت کر چکے ہیں۔ نظر بریں جلد تعلیم یافتوں کو اُن کے مطالعہ سے بجز ضلال و بدعقیدگی کے رتی بھر بھی مفاد متصور نہیں۔ نیز اگر یہ فروخت اسلامی خدمت میں داخل ہو تو بائبل سوسائٹی اس سے بہتر طریق پر اسے ادا کر رہی ہے۔ پھر قیمت کی زیادتی کا الزام بدستور قائم رہتا ہے جو ایک ہمدردی قوم و خدمت دین کا دعوے چکنے چپڑے لفظوں میں کرتے رہنے والے کیلئے سخت نازیبا ہے۔

معزز ہمعصر زمیندار کی رائے

معزز ہمعصر زمیندار نے یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں ایک مختصر نوٹ لکھا تھا جسکو میں ذیل میں درج کروں گا۔ اسکے بعد انہوں نے ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۶ء کے زمیندار میں اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ لیکن میں صاف طور پر کہوں گا کہ مولوی انشاء اللہ خان صاحب کے تعلقات کا کسی حد تک انہوں نے لحاظ ضرور کیا ہے۔ میں تو مولوی انشاء اللہ خان صاحب پر کفر کا فتوی نہیں دیتا ہاں میں انکی اس فعل کو اشاعت کفر ضرور قرار دیتا ہوں اور زور سے کہتا ہوں کہ انکی یہ تجارت

فما ربحت تجارتھم

کی مصداق ہے۔ فتوی دینا میرا کام نہیں اور میرے فتوے کو عام مسلمان شاید ایک احمدی کا فتوی قرار دیکر مانیں بھی نہیں۔ اسلئے میں نے ایک استفتا طیار کیا ہے جو علماء اسلام خصوصاً انجمن مستشار العلماء لاہور کے سامنے پیش کیا جاوے گا۔ جس کے مولوی صاحب غالباً ممبر ہیں۔

پھر اس فتوی کو دوسرے علمائے کے سامنے پیش کر کے شائع کر دیا جاویگا۔ میں معزز ہم عصر زمیندار کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے ان تعلقات دیرینہ کی بنا پر جو انہیں مولوی انشاء اللہ خانصاحب کے ساتھ ہیں انہیں مجبور کریں کہ وہ ان کتابوں کو اپنی سٹاک سے نکالدیں اور جسقدر جلدیں انہوں نے فروخت کی ہیں انکی قیمت لوٹا دیں۔ اور اپنے اس فعل پر ندامت کا اظہار کریں۔ ازاں بعد میں ان کی دوسری حرکات بے جا اور دخل در شریعت کو پیش کرونگا جس سے مسلمانوں کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ مولوی انشاء اللہ خان **اسلام** کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

اب میں وہ دونوں مضمون نقل کر دیتا ہوں۔

کیا مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب بھی کافر ہو گئے

ایڈیٹر "الحکم" قادیان نے ۱۷ ستمبر کے پرچہ میں ایڈیٹران اخبار کے نام ایک کھلی چٹھی شائع کی ہے جسمیں مسلمانوں کو خبردار کیا گیا ہے۔ کہ مولوی انشاء اللہ خانصاحب ایڈیٹر وطن لاہور اسلامی دشمن اور قومی غدار ہیں۔ کیونکہ انہوں نے سر ولیم میور کی اُن تصانیف کی اشاعت و فروخت کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لیکر قومی ٹریٹر کا کام کیا ہے جو سر ولیم نے اسلام کی مخالفت میں لکھی تھیں اور جنمیں اسلام اور بانئے اسلام کی ذات پاک کے خلاف دل کھولکر زہر اُگلا ہوا ہے۔ الحکم یہ بھی لکھتا ہے کہ پادری لوگ یہ کتابیں بعض اوقات مفت اور بعض اوقات سستے داموں بیچتے ہیں۔ مگر مولوی صاحب ان کتابوں کو دوگنی قیمت پر مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کر رہے ہیں۔

امید ہے کہ ایڈیٹر صاحب وطن بہت جلد اسکا جواب شایع کر کے معاملہ کی اصلیت کو پبلک پر ظاہر کر دینگے ہمیں مشکل سے یقین آسکتا ہے کہ وطن سے جیسے جوشیلے اسلامی اخبار کے ایڈیٹر سے ایسا فعل سرزد ہو۔ ہم نے وطن میں ان کتابوں کا اشتہار بھی کبھی نہیں دیکھا۔ (زمیندار یکم اکتوبر)

ایڈیٹر وطن پر الحکم کا اعتراض

یکم اکتوبر کی اشاعت میں ہم نے مولوی انشاء اللہ خانصاحب ایڈیٹر وطن پر ایڈیٹر الحکم قادیان کا کفر کا فتوی ملخصاً درج کر کے لکھا تھا کہ ہمیں مشکل سے یقین آسکتا ہے کہ وطن جیسے جوشیلے اسلامی اخبار کے ایڈیٹر سے ایسا فعل سرزد ہو ہم نے وطن میں ان کتابوں کا اشتہار بھی کبھی نہیں دیکھا اس کے متعلق مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب نے مندرجہ ذیل مراسلت بھیجی ہے جسے ہم حسب منشاء مولوی صاحب درج اخبار کرتے ہیں۔

مولوی محمد انشاء اللہ خان صاحب کے ہمارے بڑے قدیمی تعلقات ہیں اُنکے والد بزرگوار مولوی احمد اللہ خان صاحب مرحوم گوجرانوالہ اور کرنال کی ڈسٹرکٹ انسپکٹری کے زمانہ میں ہمارے خاص اور بے تکلف مہربان بلکہ بھائی تھے اسوجہ سے ہمیں اُن کے خلف الرشید مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب سے خاص محبت ہے۔ اور ہم اُن کی دل سے عزت کرتے ہیں۔ منشی یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم سے ہمیں ذاتی نیاز کی عزت حاصل نہیں اور نہ ہم اُن کے اعتقادات کے قایل ہیں لیکن اول الذکر کی محبت اور آخر الذکر کی مغائرت ہمیں ایک مذہبی معاملہ میں سچ کہنے سے روک نہیں سکتی اور ہم دونوں صاحبوں سے معافی کے خواستگار ہو کر اپنی رائے دیانتداری سے ظاہر کرنا فرض سمجھتے ہیں۔

ہم اہل قبلہ کی تکفیر کو گناہ کبیرہ خیال کرتے ہیں اور اس لئے منشی یعقوب علی صاحب نے جو کفر کا فتوی مولوی انشاء اللہ خانصاحب پر جڑا ہے اسے نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جب تک مولوی انشاء اللہ صاحب صدق دل سے لا الہ الا اللہ کے قائل ہیں کسی مسلمان کا حق نہیں کہ انہیں کافر کہہ سکے۔

لیکن ہمیں مولوی انشاء اللہ صاحب کے اس طرز عمل پر بھی اعتراض ہے کہ سر ولیم میور کی کتابیں مسلمانوں میں رواج پائیں۔ ہر ایک مسلمان مولوی انشاء اللہ خان نہیں اور ممکن ہے کہ ان تحریرات کو دیکھکر کوئی مسلمان لغزش کھا جائے۔ حضرت عمرؓ ایک دفعہ انجیل پڑھ رہے تھے کہ رسول کریم نے دیکھ لیا اور غضب آلود ہو کر فرمایا کہ کیا تمہیں قرآن مجید کافی نہیں۔ پس حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاروق اعظم جیسے بزرگوں کی لغزش کا احتمال ہوا تو بہ ما وشما چہ رسد۔ حالانکہ توریت و انجیل سے اسلام کی تائید ہوتی ہے اور میور صاحب کی تصنیفات میں اسلام کے خلاف زہر اُگلا ہوا ہے۔ حضرت اقدس مرزا صاحب اور ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے میور کی کتابیں منگانے اور پڑھنے اور عام لوگوں کے ان کتابوں کو دیکھنے یا سننے میں زمین و آسمان کا فرق ہے اُنکا منشاء تردید یا ازالہ اعتراض ہے۔ مگر عام لوگوں کو اور بالخصوص اکثر انگریزی خوانوں میں ان اعتراضوں کی تردید کی استطاعت نہیں اور اسلئے خطرہ ہے کہ وہ ان کتابوں کو دیکھکر بھٹک جائیں ہاں اگر مولوی انشاء اللہ صاحب ان کتابوں کے ساتھ انکی تردید بھی شائع کر دیا کریں تو میور کی کتابوں کی اشاعت نہ صرف ایک جائز امر بلکہ ثواب ہے۔ ڈگری بحق منشی یعقوب علی۔ مگر خرچہ (یعنی فتوی کفر) کا دعوی خارج۔ گو منشی یعقوب علی صاحب ڈگری تو لیلیں مگر خرچہ کی نسبت ہمارا فیصلہ نہ مانیں کیونکہ جب ہم اُن کے اعتقادات سے متفق نہیں تو اُنکی دانست میں ہم بھی کافر ہیں۔

(زمیندار ۶ اکتوبر)

(باقی آیندہ)

کیا عورتیں کم عقل ہیں!

یوں تو آریہ سماج کی ہدایتیں جو آریہ پرشوں پرشانیوں کے لئے تجویز کی گئی ہیں ایسے نرالی اور ایک دوسرے سے نکر کہانیوالی ہیں کہ انکی نظیر دوسری جگہ تلاش کرنا عبث ہے مگر بعض ہدایتیں اس قسم کی بھی ہیں کہ انپر عمل درآمد نہایت ہی مشکل اور کٹھن ہے۔ مگر چونکہ وہ ہدایتیں بقول سوامی جی مہاراج فائدہ سے مملو ہیں اسلئے ممکن ہے کہ انپر عمل درآمد کرنے کے لئے ہر ایک پرش وپرشانی کے منہ سے رال ٹپک پڑے۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ بعض امور اور احکام سوامی جی نے اس قسم کے پیش کئے ہیں کہ مرد تو جبراً وقہراً اسپر عمل کر بھی سکتا ہے مگر عورت کا اسپر عمل کرنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ ایک اونٹ کا سوئی کے ناکہ سے نکلنا۔ وجہ یہ کہ عورتیں ہوش سنبھالتے ہی یعنی جوانی کے عالم میں قدم رکھتے ہی ایسی تعلیم وتربیت کے ڈھنگے میں ڈھلی ہوئی کہ وہ انپر کسی طرح بھی عمل نہیں کر سکتیں اور اگر بفرض محال کریں بھی تو وہ اپنی نشست وبرخاست یعنے سہیلیوں اور ہمسایوں میں کمال بے وقری کا نشانہ بنیں گی اور کہ انپر اکثر انکی ہمنشین مذاق اوڑانے سے بھی فرق نہیں کریں گے تو اب اس صورت میں کمال مشکل ہوگی کہ آیا وید کی آگیا پالن کیجاوے یا ہمسایوں اور ہمنشینوں کا مذاق اور ٹھٹھا سنا جاوے ہماری رائے میں آریہ سماج میں جو بڑے ہونے اور بڑائی کا دم مارنے والے ہیں وہ اسپر کچھ خامہ فرسائی کرکے اس کے حسن وقبح پر لکھتے تو بہتر تہا کیونکہ ایسے ایسے امور کا جو مشکلات میں سے ہیں قلع قمع ہونا نہ صرف سوسائی کے لحاظ سے ہی واجب ہے بلکہ اخلاق اور تمدن کیلئے بھی ضروری اور لابدی ہے۔ کیا اچھا ہوتا اگر ان امور پر توجہ کرکے ان مشکلات کے پہاڑ کو پاش پاش کیا جاتا تاکہ آئے دن بیچارہ وہر سپال آریہ سماج کی موت اور زندگی کا راگ نہ گاتا آریہ سماج چونکہ عملی حالت میں دوسری تمام قوموں سے پیچھے ہے اس لئے اس بیچارہ کو رونا رونا پڑا اور اقرار کرنا پڑا کہ آریہ سماج عملی حالت میں بالکل ناکام اور نامراد ہے اگرچہ یہ ایک الگ سوال ہے کہ آریہ سماج کن کن حکموں پر چل سکتی ہے؟ اگرچہ حکموں کا تو تو تار باندھا گیا ہے مگر انپر چلنا بہت مشکل ہے جسکا ہم نے مفصل ذکر انوار الاسلام سیالکوٹ نمبرہ جلد ۸ مورخہ یکم مئی کے اس مضمون میں کیا ہے جس کا عنوان "ویدک تعلیم فطرتی ضروریات کے لئے ناکافی ہونا" ہے چنانچہ ہم نے اس مضمون میں ثابت کیا ہے کہ آریہ سماجی ویدک احکام پر ہرگز ہرگز نہیں چل سکتے ہیں خیر وہ ثبوت تو ناظرین کو رسالہ انوار الاسلام کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے مگر اس مضمون میں ہم ناظرین کو یہ دکہانا چاہتے ہیں کہ سوامی جی کے دوسرے احکام کیا کچھ خوبی رکھتے ہیں۔ اور انپر کہاں تک عمل درآمد ہو سکتا ہے۔

سوامی جی مہاراج چونکہ داڑہی اور مونچھا ور سر کے بال ہمیشہ صاف رکہا کرتے تہے اس لئے انکو اسبات کی خاص ضرورت تہی کہ اپنے اس فعل کے واسطے کوئی ویدک سند بھی حاصل کریں نیز یہ کہ دوسروں کو بھی اس قبیح رسم کیطرف متوجہ کرکے اپنا حبیا بناکر سنسار کی رونق کو دوبالا کریں بنابریں سوامی جی مہاراج نے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۸۴ سملاس ۱۰ میں یوں نصیحت فرمائی ہے کہ "گرم ملک میں داڑہی مونچھ سر کے بال ہمیشہ منڈوانے رہنا چاہئے اس سے **عقل کم ہوجاتی ہے** داڑہی مونچھ رکھنے سے کہانا اچھا نہیں ہوتا اور جوٹھہ بھی بالوں میں رہجاتا ہے۔"

اس حکم اور نصیحت سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ سر کے بال مع چوٹی کے منڈوانے والے کے بغیر جسقدر آریہ مہاشے اس برٹش انڈیا میں سکونت پذیر ہیں کہاں تک وے عقل سے حصہ رکھتے ہیں؟ کیونکہ سوامی جی مہاراج پر اس امر میں تو ہم کسیطرح بھی بدظنی کر سکتے ہی نہیں کہ انہوں یوں ہی گپ ہانک دی کہ "اس سے **عقل کم ہوجاتی ہے**"، آخر تجربہ نے اسبات کو انپر واضح کیا ہوگا کہ دراصل یہ داڑہی اور مونچھیں وبال جان ہونے کے علاوہ کم عقلی کا بھی پورا پورا سامان ہیں اسلئے یہ حکم دیا گیا کہ گرم ملک میں داڑہی اور مونچھ اور سر کے بال مع چوٹی کے صفاچٹ کراکر عقل کے ادی کو وسیع کیا جاوے٭۔ ہماری رائے میں بار بار منڈانے سے بہتر یہ ترکیب تہی کہ کوئی ایسی دوائی استعمال کی جاوے کہ جس سے بال پہر لوٹ کر پیدا ہی ہوں تاکہ آئے دن کے منڈوانے سے خلاصی ہو بلکہ یہ بات ممکن بلکہ قرین قیاس بھی ہے کہ کسی وقت سر کے بال منڈوانے میں دیر لگ جاوے اور اس دیری میں انکی عقل کو داغ نہ لگ جائے۔ غرضیکہ یہ ایک ویدک حکم تہا جسکو سوامی جی مہاراج نے نصیحتاً آریہ پرش وپرشانیوں کے لئے پیش کیا مگر آریہ سماجیوں کو جیسے اسطرف توجہ کرنیکی ضرورت تہی وہ ہرگز نہیں کی اس لئے ہم کو کمال تعجب ہوتا ہے کہ جب یہ غلط کار فریب خوردہ قوم موٹی موٹی باتوں پر عمل نہیں کر سکتی تو باریک باتوں پر کیسے عمل کر سکے گی؟ اور یہ ظاہر ہے کہ برٹش انڈیا کا علاقہ باستثنا پہاڑوں کے گرم ملک میں داخل ہے اسلئے یہاں کے تمام آریہ پرشوں کو یہ فعل کرنا ضروری اور اشد ضروری تہا مگر آریہ سماجی اس چہوٹے سے حکم اور نصیحت پر بھی عملدرآمد نہیں کر سکتے ہیں اور ناحق ناروا اپنی سوسائٹی کے مخالفوں معاندوں کو یہ موقع دیتے ہیں کہ وے انکو ہر ایک اعتراض کے وقت جو وہ دوسرے مذاہب پر کرتے ہیں صرف دو لفظ کا جواب دیکر آریہ سماجیوں کا قافیہ تنگ کیا کریں وہ اسطرح پر کہ چونکہ عقل بجز اس کی آسکتی ہی نہیں کہ جبتک سر کے بال مع چوٹی کے گرم ملک میں صفا نہ کئے جاویں مگر آریہ سماجیوں کی کثرت اسطرف ہی کہ نہ تو مونچھیں منڈواتے ہیں اور نہ سر کے بال مع چوٹی کے۔ اور بہت سے ایسے بھی ہیں جو داڑہی اور مونچھیں بھی رکہا کرتے ہیں لہذا یہ تمام کے تمام حسب تجویز اور فرمان شری سوامی جی مہاراج کم عقل ہیں یا یہ کہ ان لوگوں کی عقل بسبب نہ منڈوانے سر کے بال مع چوٹی کے کم ہوگئی ہے پس ہر ایک ایسا شخص جو آریوں کے سوالوں کا جواب دینے کو مستعد ہو اس کا اول فرض یہ ہے کہ آیا اعتراض کرنیوالا آریہ مہاشہ سر کے بال مع چوٹی کے صفاچٹ کرائی ہے کہ نہیں اگر صفاچٹ کرائے نہ ہووے تو اس کے اعتراض غور کے قابل نہیں کیونکہ وہ سوامی جی کے فرمودہ کے بموجب کم عقل ہو چکا ہے اسلئے اسکا اعتراض محض فضول اور بچوں جیسی گپ ہے۔ اسلئے چاہئے کہ ایسے معترض صاحب سے کہدیا جاوے کہ چونکہ سوامی جی کے فرمودہ کے بموجب آپ عقل سے محض کورے معلوم ہوتے ہیں لہذا آپ پہلے اپنی عقل کا بندوبست کریں بعد کو اعتراض کرلینا۔

لیکن مشکل تو یہ ہے کہ اگر سر کے بال مع چوٹی کے نہ منڈوانے سے عقل کم ہوجاتی ہے تو علاوہ اس بات کے کہ آریہ سماج میں بہت سے ایسے وجود موجود ہیں جنکی عقلیں کم ہوگئی ہیں بسبب نہ منڈوانے سر کے بال مع چوٹی کے عورتیں تو بالکل بے عقل ہونگی کیونکہ انکی عقل کی صفائی یا انکی عقل میں کمی تو اسدن سے واقع ہوگئی جسدن سے انہوں نے سر کے بال رکھوانا شروع کردیئے بقول سوامی جی مہاراج۔ مردوں میں تو فیصدی بیشک ایسی فرد نکل آویگی جو سر کو بال صفا کرتے رہتے ہیں اور وہ بھی اکثر مسلمان تو نہیں چنانچہ لاہور میں یہ نظارہ دیکھنے میں آتا ہے۔ مگر عورتیں تو تمام کی تمام سر کے بال رکہانیوالی ہیں یعنی عورتوں میں کوئی بھی ایسی نہیں ملیگی کہ سر کے بال کا عقل کیخاطر صفایا کراتی ہوں پس سوامی جی کے اصول کے بموجب یہ ثابت ہونا مشکل ہوگیا کہ عورتیں عقل والی ہیں پہر جبکہ سوامی کی حکم سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں بوجہ اسکے کہ سر کے بال نہیں منڈواتیں کم عقل ہوگئی ہیں تو ان کو مردوں کے برابر بیان کرنا کیسا کچھ خطا کہانا ہے؟ ہم ایک عرصہ سے آریہ پرشوں کی اس چال کا ملاحظہ کر رہے ہیں کہ وہ اسبات پر اڑا ہوا ہے کہ مرد اور عورتوں کی حقوق ومدارج برابر ہونی چاہئیں مگر سوامی جی جو عقلمند اور ودوان ہونیکا ملاح بتلایا ہے جس کے عدم سے محض بے عقلی ثابت ہوتی ہے اسکیطرف مطلق توجہ نہیں کیجاتی بعینہ صورت میں کہ عورتیں بسبب نہ منڈوانے سر کے بالوں کے اپنی اپنی عقل کو کم کرچکی ہیں تو انکی برابر ایک ایسے شخص کو جو اگرچہ سارے سارے سر کے بال مع چوٹی کے نہ منڈواتا ہے تو کتر واتا تو ضرور ہے کہ برابر کرنا سخت ظلم اور بے انصافی ہے۔ کیا کوئی اسقدر موٹی سی بات پر بھی غور نہیں کر سکتا کہ عقل مند کے ساتھ بے عقل یا کم عقل کی کیا دال گل سکتی ہے؟ پس کون ایسا ہے جو سوامی جی کی گول منطق کا تو قایل ہو اور عورتوں کو مردوں کی برابر خیال کرے۔ علاوہ ازیں ایک یہ بھی بات قابل غور ہے کہ اکثر مرد سر کے بال سارے نہیں منڈواتے تو کترواتے تو ضرور ہیں اس وجہ سے بھی (اگر یہ وجہ معقول ہو) کسیقدر عقل کا حصہ مرد حاصل کرسکتے ہیں۔ اگرچہ پورے عاقل بننے کے لئے تو بموجب اصول سوامی جی مہاراج سارے کی سارے سر کے بال مع چوٹی کے صفاچٹ کرانی ہی ضروری ہیں اگر عورتیں تو یہ فعل کرنے سے کوسوں بہاگتی ہیں پس بموجب اصول سوامی جی مہاراج عورتیں بالکل عقل سے کوری ہیں اسلئے وہ اس قابل ہرگز ہرگز نہیں کہ انکو مردوں کے برابر حقوق ومدارج عنایت کئے جاویں۔

تعجب تو یہ ہے کہ پنڈت دیانند ایک عجیب قسم کا انسان گذرا ہے کہ اسکی دل سے ہر ایک بات نرالی ہی نکلتی رہی ہے اولاد اور شہوت فروکرانیکے لئے ایسا ناپاک نسخہ تجویز کیا کہ جس سے اخلاق اور غیرت کا ستیاناس ہو اور مردوں اور عورتوں کو خوبصورت بنانے اور ان کے حسن کو دوبالا کرنیکی یہ تجویز اس کے خیال میں آئی کہ داڑہی اور مونچھ اور سر کے بال مع چوٹی کے صفاچٹ کرائی جاویں اور جیسا کہ نیوگ کے مسئلہ میں اولاد کا ڈہکوسلا لگاکر لوگوں کو گمراہ کرنیمیں دلیر کیا ایسا ہی اسمیں کم عقلی اور عقلمندی کا ڈہکوسلا لگاکر اور جہاں تک گمراہ ہونے اور خوبصورت بننے کی ترغیب دی۔ شاباش! شاباش!! شاباش!!!

خیر ایسے ایسے نسخے سوامی جی کے چیلوں کو مبارک رہیں کیونکہ آریہ سماجی بڑے فخر سے ان کو قبول کرکے انکی وقعت اپنے دلمیں رکھتے ہیں مگر اسپر ہمارا بڑے سے بڑا سوال یہ ہے کہ اگر سر کے بال منڈوانے کی بغیر کم عقلی دور نہیں ہوتی تو کیا عورتیں بھی سر کے بال منڈواکر عقلمند بننے کی سعی کریں یا کم عقل رہکر مردوں کے برابر حقوق لینے اور حاصل کرنے سے محروم رہکر نامرادی اور ناکامی کا سیاہ ٹیکہ ماتھے اوڑھیں؟ کیا اس کا کوئی معقول جواب دیسکتا ہے یا محض گپوڑے ہانکے جاتے ہیں؟

خاکسار محمد حسین از لاہور چاؤنی۔

٭ آریہ مہاشے کاشی رام وید کا بال اڑانے کا پوڈر استعمال کریں (ایڈیٹر)

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم

امرتسری منکر کو دعوت

مورخہ ۳۰ر ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء

تبہ محمد سے ہے کس کو برابری
کوئی جھوٹا بھی اگر بن جائے
جھوٹے الہام وہ بنایا کرے
ساری دنیا میں گو کرے شائع
پیشگوئی کرے تحدی سے
تجھکو غالب کروں گا میں سب پر
گو وہ اس بات سے نہ باز آئے
ایسے لوگوں سے سن لو دیوانو
ہاں محمدؐ کے جھوٹ کہنے پر
کوئی پوچھے اے حق سے بیگانو
جھوٹے نبیوں سے یہ رعایت ہو
ہے اگر یہ قضیۂ شخصی
ہاں فضیلت کی باندھکر پگڑی

کہ خدا اس کو جلد دے گا مار
اور رسالت کو اپنی دے وہ پکار
ہو وہیں گمراہ جس سے لوگ ہزار
ہوں نبوت کا میں ہی بس حقدار
کہ خدا مجھ سے کہتا ہے ہر بار
ہوں گے دشمن ترے ذلیل اور خوار
وحی حق کا رہے وہ ٹھیکیدار
کچھ خدا کو نہیں ہے غیرت و عار
ہے وہ قطع الوتین پر طیار
یہ خدا نے کہاں کیا اقرار؟
اور محمدؐ سے ایسا دلمیں غبار؟
اسپہ کیونکر دلیل کا ہے مدار؟
کیجئے اس کے کچھ بیاں اسرار

سے یہ حجت تمام کرتا ہوں
کھول اپنا مقدمہ تفسیر
نام تفسیر کا ثنائی ہے
قاعدہ یہ خدا کا ہے جاری
قتل ہوتا ہے مدعی کاذب
اپنے دعوی کی اور کی تائید
پھر مقابل میں آکے مرزا کے
چھوڑ بیٹھا تو قول کو اپنے
مان کر اس کو قاعدہ کلی
پھر اثبات صدق پیغمبر
چونکہ مرزا بروز احمد ہے
ہیں نصاریٰ سے یہود کے بھائی
میں بھی اس قاعدہ کو اب لیکر

ایسی چڑھتا جائے جس سے تجھکو بخار
جلد اول کی پڑھ ⊕ دلیل چہار
جسمیں تیرا ہے صاف اقرار
تجربہ ہو چکا ہے جو ہر بار
جانب رب سے پا چکا یہ قرار
و نظیر ⊕ وں کو اسمیں لکھکر یار
پڑ گئی کیا تجھے یہ اب پھٹکار
کیوں کیا پہلی بات سے انکار
بمقابل یہود اور کفار
صدق کا رکھا اسپہ دار و مدار
اور منکر سب اس کے ناہنجار
حسب فرمان سید الابرار
پوچھتا تجھ سے ہوں کہ اے بدکار

(بقیہ حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ۱) اتنا تو آپ کو بھی مسلم ہے کہ یہ کلام آنحضرت صلعم کے حق میں ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر رسول صلعم ہمارے اوپر کچھ جھوٹ بنا کر لاوے تو ہم اسکی رگ حیات کاٹ دیں اور تم میں سے کوئی اس کو ہم سے نہ بچا سکے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس کلام شرطیہ مخصوص برسول صلعم سے نتیجہ اور فائدہ کیا مترتب ہوتا ہے جبکہ ایک مفتری علی اللہ جھوٹا مدعی نبوت بھی افترا علی اللہ کر کے قطع الوتین سے بچکر اپنی طبعی موت سے مرتا ہے تو پھر آنحضرت صلعم کی یہ دلیل کیا ہوئی جسمیں اسکا غیر بھی اسیطرح شریک رہا۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ مثلاً کوئی یوں کہے کہ اگر مولوی ثناء اللہ جھوٹ بولے تو ضرور اسکی رگ حیات کاٹ ڈالی جاویگی اور وہ ہرگز نہیں بچایا جا سکتا مگر غزنوی یا بوپڑی یا بٹالوی اگر جھوٹ بولیں تو ان کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔ پس اس کے مطابق ثناء اللہ کا زندہ رہنا اور رگ حیات نہ کاٹے جانا تو اس بات کی دلیل ہو جاوے کہ اس نے جھوٹ نہیں بولا اور طبعی موت سے اس کا مرنا اس کے صدق کی دلیل ہو اور غزنوی بوپڑی بٹالوی کا رگ حیات نہ کاٹا جانا اور طبعی موت سے انکا مرنا ان کے لئے کذب کی دلیل ہو جاوے۔ یہ ترجیح بلا مرجح فاضلانہ تیر اور مولویانہ تخیل دماغ کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ ایک صاف اور سیدھی بات ہے کہ جبکہ ایک جھوٹا مدعی نبوت و وحی و رسالت بھی باوجود افترا علی اللہ کرنے کے زندہ رہکر طبعی موت سے مرتا ہے اور ایک صادق مدعی نبوت و رسالت بھی زندہ رہکر طبعی موت سے مرے تو پھر صادق اور کاذب میں مابہ الامتیاز کیا امر ہوا اور صادق کو کاذب پر ترجیح کیا ہوئی اور اسمیں صادق کی خصوصیت کسطرح ہو گئی تعرف الاشیاء باضدادھا ایک قاعدہ مسلمہ و مشہور ہے یعنی ہر شئے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ اور صداقت کی ضد کذب ہے۔ انہیں جب ہی تمیز ممکن ہے جبکہ کوئی امتیازی نشان ایسا جسکو خواندہ ناخواندہ ہر شخص سمجھ سکے دونوں میں قائم ہووے جبکہ کاذب بھی زندہ و سلامت اسیطرح کام کرتا رہتا ہے جسطرح صادق زندہ رہکر کرتا ہے تو کوئی فرق دونوں میں نہیں ہے۔ مثلاً ایک جھوٹا مدعی تحصیلداری کا بھی برابر مقدمات کرتا کسی کو سزا دیتا کسی کو جرمانہ کرتا کسی کو معاف کرتا رہتا ہے اور اس کے سزا یافتہ برابر جیل میں داخل کئے جاتے ہیں اور اہل جرمانہ سے جرمانہ بھی وصول ہوتا رہتا ہے اور ایک سچا تحصیلدار بھی اسیطرح اپنا کام انجام دیتا ہے تو پہلا سچے کو سچا اور جھوٹے کو جھوٹا کہنے کی دلیل کیا ہے اور ایسا کہنے کو کسی حق کیا حاصل ہے۔ اور ایسی گورنمنٹ جسمیں سچا اور جھوٹا ایک ہی لائن پر سوار ہو کر برابر بلا روک ٹوک چل رہے ہوں اندھی گورنمنٹ یا اندھا راجا اور بیداد نگری کی مصداق نہیں ہے تو کیا ہے؟

خدا تمہارا دستگیر دراز سن نہ کرے
ستم کے تو رہے قابل خدا وہ دن نہ کرے

نوٹ ⊕ مولوی ثناء اللہ فاضل امرتسری نے تفسیر ثنائی جلد اول مطبوعہ بار دوم کے صفحہ ۱۶ میں آنحضرت صلعم کی نبوت کی دلیل چہارم بمقابلہ منکرین نبوت محمدیہ یہود و نصاریٰ مندرجہ ذیل بیان کی ہے جو بلا کم و کاست ہم ذیل میں نقل کر کے فاضل پر اتمام حجت کرتے ہیں کیونکہ اس دلیل میں نامبردہ نے کاذب مدعی نبوت کا قتل کیا جانا اور ہلاک ہونا اٹل قانون الٰہی قرار دیا ہے۔ دروغگو را حافظہ نباشد کا مصداق بن کے اگرچہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۷ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۰ پر حضرت اقدس علیہ السلام کے بارہ میں جواب دیتے وقت لکھ مارا ہے کہ ”عام مفتریاں کے لئے کوئی قاعدہ مقررہ نہیں“ مگر اخبار میں دکھانے کے دانت اور ہیں اور تفسیر میں کھانے کے۔ یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے جو غیبی طور سے ہم کو یہ مضمون تفسیر کا مل گیا۔

نقل دلیل چہارم بہ تصدیق نبوت آنحضرت صلعم از مقدمہ تفسیر ثنائی جلد اول صفحہ ۱۶ مطبوعہ بار دوم

”توریت کی پانچویں کتاب استثناء کے ۱۸ باب ۱۹-۲۰ آیت میں لکھا ہے۔ اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ (نبی) میرا نام لیکے کہے گا نہ سنے گا تو میں اوس کا اس سے حساب لونگا۔ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے حکم نہیں دیا۔ یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے“

یہ عبارت زیر خط طور پر ہیں ایک قانون الٰہی سے آگاہ کرتی ہے اور بتلاتی ہے کہ نظام عالم میں جہاں اور قوانین الٰہی ہیں یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی کی نبوت کی ترقی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے۔

(اس سے یہ نہ کوئی سمجھے کہ جو نبی قتل ہوا وہ جھوٹا ہے بلکہ انہیں عموم و خصوص مطلق ہے۔ یعنی یہ ایسا مطلب ہے جیسا کوئی کہے کہ جو شخص زہر کھاتا ہے مر جاتا ہے اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ ہر مرنیوالے نے زہر ہی کھائی ہو بلکہ یہ مطلب ہے کہ جو کوئی زہر کھاویگا وہ ضرور مریگا اور اگر اس کے سوا بھی کوئی مرے تو ہو سکتا ہے گو اس نے زہر نہ کھائی ہو یہی مثل ہے کہ دعوی نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے جو کوئی زہر کھاویگا ہلاک ہوگا اگر اس کے سوا بھی کوئی ہلاک ہو تو ممکن ہے ہاں یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانیوالا بچ رہے)

⊕ واقعات گذشتہ سے بھی اس امر کا ثبوت پہونچتا ہے کہ خدا نے کبھی کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں باوجود غیر متناہی مذاہب ہونے کے جھوٹے نبی کی امت کا ثبوت مخالف بھی نہیں بتلا سکتے (اسلامی ثبوت تو متنازعہ فیہ ہے اسلئے بتلاتے وقت اسکا ذکر صحیح نہیں ہوگا) مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے واقعات تاریخ دانوں سے پوشیدہ نہیں کہ کسطرح ان دونوں نے اپنے اپنے زمانہ میں حضور اقدس فداہ روحی کا جاہ و جلال دیکھکر دعوی نبوت کئے اور کیسے کیسے خدا پر جھوٹ باندھے۔ لیکن آخرکار خدا کے زبردست قانون کے نیچے آکر کچلے گئے اور کس ذلت اور

سلہ حاشیہ صفحہ ۱۶ کالم اول بلفظہا از تفسیر مذکور

اگر مرزا مدعی کاذب
ہوتا گر وہ مسیلمہ ثانی
کرتا اسباب قتل خود پیدا
ڈالتا دل میں اپنے بندوں کے

واسطے اس کے یہ نہیں معیار
قتل ہو جاتا اب تلک سو بار
وہ خداوند قادر و جبار
مار ڈالیں وہ اس کو اند تلوار

یعصمک جو وعدہ تھا اس سے
زائد از بست سال مرزا نے
کیوں نہ پھر سمجھیں ہم اسے صادق
لو نقول کی کر کیا تصدیق

پورا وہ ہو رہا ہے لیل و نہار
اب تلک خیر سے دیئے ہیں گذار
عالم اس کا ہے قادر ستار
وہ عرب کا مسیلمہ غدار

اور رسوائی سے مارے گئے کہ کسی کو گمان بھی نہ تھا حالانکہ تھوڑے دنوں میں بہت کچھ ترقی کر چکے تھے مگر تاب کے

اب سوال یہ ہے کہ

کیا وجہ ہے کہ عبارت مذکورہ سے بانئے اسلام مستثنٰے رہے حالانکہ بقول اہل کتاب (علیہم مایستحقونہ) پیغمبر اسلام کاذب تھے معاذ اللہ۔ پھر میں پوچھتا ہوں کیا وجہ کہ توریت کی عبارت مذکورہ کے موافق آپ کے گلے پر کیوں نہ تلوار پھری۔ حالانکہ آپ لوگوں کی ہمشیرہ [1] نے جناب والا کو دعوت میں زہر بھی دیا مگر وہاں بھی واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکٰفرون بالکل سچا معلوم ہوا اور واللّٰہ یعصمک من الناس نے پورا جلوہ دکھایا۔ انتہی بلفظہ

[1] خیبر میں ایک یہودیہ عورت نے آنحضرتؐ کی دعوت کر کے زہر ملا دیا آپ نے اس کا کھانا چھوڑ دیا اور فرمایا کہ مجھے اس گوشت نے بتلایا ہے کہ اسمیں زہر ہے پھر ان سے پوچھا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا۔ انہوں نے کہا ہم نے اس غرض سے کیا تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو ہم آپ سے چھوٹ جائیں گے اور اگر سچے ہوں گے تو آپ بچ رہیں گے۔ اس لفظ ہمشیرہ میں اس واقعہ کیطرف اشارہ ہے۔ اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ جھوٹا نبی زندہ نہیں رہ سکتا بلکہ جان سے مارا جاتا ہے۔ منہ

اسپر ہمارا سوال مولوی ثناء اللہ ہی کے الفاظ میں

کیا وجہ ہے کہ اس قانون الٰہی سے بانی فرقہ احمدیہ مستثنٰے رہے حالانکہ بقول اہل حدیث وامثالہا (علیہم مایستحقونہ) بانئے فرقہ احمدیہ کاذب ہے۔ معاذ اللہ۔ پھر میں پوچھتا ہوں کیا وجہ کہ اس قانون الٰہی مسلمہ فی تفسیر ثنائی کے موافق آپ کے گلے پر کیوں تلوار نہ پھری؟ حالانکہ آپ لوگوں نے تکفیر کے فتوے بھی دیئے اور آپ کے بھائی آریوں عیسائیوں نے منصوبے اور مقدمہ قتل کے بھی کئے بغاوت کے الزام بھی آپکے ہم خیالوں نے لگائے تمام انسانی مکر اور حیلے عمل میں لائے مگر پھر بھی وعدہ الٰہی مندرجہ براہین صفحہ ۵۱۰ ”فیجعلونک من دونہ - اتمنہ الکفر - لاتخف انک انت الاعلےٰ - ینصرک اللّٰہ فی مواطن“ بالکل سچا معلوم ہوا۔ اور بشارت ”انک من المنصورین - براہین صفحہ ۵۰۴ - الیس اللّٰہ بکاف عبدہ - صفحہ ۵۱۰“ پوری ہو رہی ہے۔

اور ”یعصمک اللّٰہ من عندہ وان لم یعصمک الناس“ براہین صفحہ ۵۱۰ نے پورا جلوہ دکھایا۔

کیا یہ قاعدہ قانون الٰہی نہیں؟ کیا یہ منسوخ اور تبدیل ہوگیا؟ کیا کسی احمدی نے اسپر دم کر دیا؟! کیا قرآن شریف نے اسکی تصدیق نہیں کی؟ آخر ہوا تو کیا جو اس کے مطابق حضور مسیح موعود مرزا صاحب نہ مارے گئے۔ پس اگر یہ قانون الٰہی سچ ہے تو آپ کا دعوی بھی بلا کلام حق ہے ورنہ اہل حدیث کو کم سے کم اتنا تو ضرور ہے کہ جب تک اس مسلمہ خود دلیل مندرجہ تفسیر ثنائی کی کوئی توجیہہ اس کے سمجھ میں نہ آئے امام الزمان مسیح دوران خاتم الاولیاء حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کے دعوے کو تسلیم کرے ورنہ انکی تکذیب سے توریت کی بھی اور قرآن کی بھی اور اپنے اس قول مندرجہ تفسیر کی بھی اور ایک زبردست قانون الٰہی کی بھی تکذیب لازم آئیگی۔ اور علاوہ تکذیب کے یہ ایک یہودیانہ اور عیسائیانہ مماثلت بھی ہوگی کہ جیسے وہ باوجود اعتقاد سچائی اس قانون الٰہی کے جو مسلمات فریقین سے ہے آنحضرت صلعم کی تصدیق سے بے نصیب ہیں ایسے ہی تم باوجود تسلیم اس قاعدہ مصدقہ قرآن کے حضرت مسیح موعود کی تصدیق سے بے بہرہ ہو۔ گویا بالشت بہ بالشت انکی موافقت کر کے پیشگوئی مخبر صادق صلوٰۃ اللّٰہ علیہ مندرجہ بخاری و مسلم متذکرہ بالا کی تصدیق کر رہے ہو۔ فافہم وفتدبر ولا تکن من الجاھلین

میرے اظہار حق کو ابو الوفا دیکھ!!! جواب باصواب اسکا مرا دیکھ۔

ذرا تو دیدۂ دل کر کے وا دیکھ
عدو گفتار حق کو دیکھ آ دیکھ

دوسری غلطی آپکے اخباری جواب میں یہ ہے کہ عام مفتریوں کے لئے کوئی قاعدہ مقررہ نہیں۔ علاوہ اس کے کہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خاص مفتریوں کے لئے قاعدہ مقرر ہے ورنہ عام کا لفظ بے ضرورت ہو جائیگا) اسکی تغلیط جملہ مابعد میں خود ہی کر دی ہے کہ عام مفتریوں کے لئے بھی قاعدہ ہے۔ آپ کی قرآن دانی پر سیاہ داغ اور حدیث خوانی پر الزام عائد ہوتا ہے۔ افسوس نام خود مفسر قرآن نہادہ یک ونیم تفسیر تالیف کردی مگر ہنوز خواندن قرآن نمیدانی۔ فاضل صاحب توریت اور انجیل جو ناقص کتابیں ہیں انہیں تو یہ ضروری بلکہ نہایت ضروری قانون الٰہی درج ہو جو معیار ہیں صادق اور کاذب کی مگر خاتم الکتب جسکی تعریف ہی فیہا کتب قیمۃ اور لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ اور تبیانا لکل شیئ۔ اسمیں ایسی زبردست ضرورت کی ضرورت جانکر چھوڑ دیجاوے۔ جسپر آپ جیسے مفسر ربانی منہ بھر کر کہیں کہ قرآن میں عام مفتریوں کے لئے کوئی قاعدہ مقررہ نہیں۔ ایسے بدنیت خاک مکمل کتاب کو ناقص قرار دینے والے مفسر یہ کلمہ زبان سے کہتے اور قلم سے لکھتے تجھے کچھ غیرت خدا اور رسول خدا سے نہ آئی۔ اسی تفسیر نویسی پر نازاں ہوکر ایک پرانا شعر تفسیر کے اوپر لکھتا ہے۔

روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامہ
من نیز حاضر مے شوم تفسیر قرآں در بغل

حضرات ایسے قول کا لبول سے پناہ مانگیں اور قایل کے حق میں یہ شعر پڑھیں۔

باعث ذلت دو عالم ہے
تیری تحریر اے ثناء اللہ

اور پھر مندرجہ ذیل عمل کر کے جواب سنیں۔

شیطان کا وسوسہ ہے یہ لازم ہے اہل دین
لاحول پڑھکے تھوک لیں بائیں طرف ثناء
پھر گوش معدلت سے سنیں اب میرا سخن
تائید ایزدی سے رقم کرتا ہوں جواب

قرآن مجید میں ایسی کمی ہرگز نہیں کہ کاذبوں مفتریوں کے لئے خواہ عام ہوں خواہ مثل ثناء اللہ خاص کوئی قاعدہ مقررہ نہ ہو اس لئے ہم قرآن شریف سے چار آیات لکھکر ثابت کرتے ہیں کہ عام اور خاص مفتریوں کے لئے کیا قانون الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ یعنی کہدے کہ آؤ ایک آخری فیصلہ ہے سنو ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اپنی بیٹیاں اور تمہاری بیٹیاں اپنے بھائی بند نزدیکی اور تمہارے بھائی بند نزدیکی بلائیں پھر عاجزی سے جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں خدا خود فیصلہ دنیا میں ہی کر دیگا جو فریق اس کے نزدیک جھوٹا ہوگا وہ دنیا میں ہی برباد اور مورد غضب ہوگا“ تفسیر ثنائی جلد دوم صفحہ ۴۰۔

کیوں جی قرآن کو ناقص بتانے والے مفسر صاحب!!! یہ عام و خاص مفتریوں کے واسطے عام قانون الٰہی ہے یا نہیں۔ سچ کہا ہے۔

کیا خوب ہے یہ مصرعہ دلکش اسے بیوفا
فاضل بنے ہیں دشمن قرآن سے نئے غضب

دوم۔ ”ان الذین اتخذوا العجل سینالھم غضب من ربھم وذلۃ فی الحیوۃ الدنیا وکذالک نجزی المفترین“ یعنی جن لوگوں نے بچھڑا بنایا تھا انکی ہاں سے غضب اور ذلت کی مار دنیا میں پہونچیگی افترا کرنیوالوں اور جھوٹ باندھنے کو ہم اسیطرح سزا دیا کرتے ہیں اسمیں سرمو فرق نہیں“ انتہی بلفظہ تفسیر ثنائی جلد سیوم صفحہ ۱۶۵

کہیئے قرآن کو نا مکمل ٹھہرانے والے فاضل!!! یہ خاص و عام مفتریوں کے لئے اٹل قانون الٰہی ہے یا نہیں۔ جس کا خود تم کو اقرار ہے۔

مشو نازاں بر آں انکار پر مکر
نگر بالا چہ ثابت کردی اینجا

سوم ”قال لھم موسیٰ ویلکم لاتفتروا علی اللّٰہ کذبا فیسحتکم بعذاب۔ وقد خاب من افتریٰ“ یعنی موسیٰ نے فرعونیوں سے کہا تمہاری کیوں شامت آئی ہے کہ تم خدا پر افترا کرتے ہو جس سے تمکو کسی عذاب میں ملیامیٹ کر دے کیونکہ جس نے افترا کیا وہ برباد ہوا ہے۔ چونکہ نیم تفسیر ثنائی ختم ہو چکی ہے سورہ نحل تک باقی طبع نہیں ہوئی اس لئے اس کا ترجمہ ہم ثنائی پیش کرنے سے معذور ہیں۔ اس ترجمہ میں اگر فاضل امرتسری کو کچھ کلام ہوگا تو ہم اس کے سننے کو تیار ہیں۔

(باقی آئندہ)

[1] حاشیہ صفحہ ۵۱ کا کلام ثنائی بلفظہ از تفسیر مذکور

گورالی (ضلع گجرات) میں

احمدیوں کے ایک عظیم الشان جلسے کی رپورٹ

اس جلسے کی تیاری سے بڑے پیمانے پر کی گئی تھی۔ تقریباً روپئے کے دعوتی کارڈ مختلف دیہات ضلع گجرات میں تقسیم کئے گئے تھے۔ ۲۷ ستمبر شام سے مہمان آنے شروع ہوگئے مہمان کیا خود ہی مہمان خود ہی میزبان تھے۔ تقریباً ستر گاؤں کے تین سو کے قریب احمدی بھائی تھے جن کا اسوقت جبکہ کاشتکاری کے کام کی کثرت اور فصلی نگہداشت کی ضرورت تھی۔ تشریف لانا ان کے ایمانی جوش کا ایک بیّن ثبوت تھا۔ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو بہت کم آدمی مانتے ہیں۔ وہ اگر گورالی میں دیکھتے کہ ایک مامور من اللہ کی قوت قدسیہ نے ان لوگوں کو کیا سے کیا بنا دیا۔ وہ نمازوں میں خشوع وخضوع اور بغیر کسی تصنع و بناوٹ کے خشیۃ اللہ سے روتا۔ اول وقت نمازوں کا ادا کرنا معمول ہے تہجد کے لئے سب کا اٹھ کر چلے ہونا خاص طور سے نظر انداز تھا۔ صبح سے پہلے ہی کھانا کھلانا غذا سے متمتع ہونے کے لئے جسمانی غذا سے بہرہ ور ہوتے رہے جس کے تمام اخراجات کا بار صرف اکیلی جان ملک مولا بخش صاحب مخلص احمدی پر تھا بار تو میں نے غلطی سے لکھدیا کیونکہ مجھے ذاتی طور سے علم ہے کہ اس دن سے ایک روحانی لذت حاصل کر رہے تھے۔ فخر ور یاء ان کے پاس تک پھٹکنے نہیں پایا۔ قومی جوش اور ایمانی جوش کا یہ عالم تھا کہ مخالفین کی ذرہ بھر امداد کو بھی گوارہ نہیں کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

جو شخص پوچھیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح مہدی موعود نے آکر کیا بنایا تو میں انہیں یہی جواب دونگا کہ مجھ جیسے بیکار و نکمے کو ملک مولا بخش بنا دیا کیا یہ معجزہ کم ہے۔ میرے دوست ہوا پر اڑنا پانی پر چلنا آسان ہے کیونکہ یہ تو ایک مکھی اور کتا بھی کر سکتا ہے۔ بہرے کو قوت سامعہ دینا یا اندھے کو سوجاکھا بنا لینا بھی آسان یہ ایک معمولی ڈاکٹر کا کام ہے مگر روحانی آنکھوں کا درست کرنا اور روحانی مردے کو زندہ کرنا ایک ایسا مشکل کام ہے کہ سوائے مامور من اللہ کے اور کسی کو بجز توفیق الٰہی نہیں ہو سکتا۔ گورالی سے مغربی طرف ایک باغ میں گلشن احمدیہ کے نونہال دیکھ دیکھ کر دل باغ باغ ہوا جاتا تھا۔ اگر ہم پیمانہ نہیں کوئی کا نشان نہیں کوئی ظرف پارہ ہے مستقیم نہیں کوئی خطا کار غفلت شعار تھے تو بس

ایک ہی تھا۔ میرے دوستو تم خود ہی سمجھ لیا ہو وہ کون تھا؟ سراپا نقص اکمل۔ بڑے بڑے واعظین اور مخترم علماء شامل جلسہ تھے جنمیں مولانا ابو یوسف مبارک علی صاحب سیالکوٹی۔ حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی۔ حافظ محمد حسین ڈنگوی۔ مولوی ابراہیم۔ مولوی فضل الدین صاحب کھاریاں۔ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ایجے کے قریب شیخ مہرالدین صاحب نانا لالہ موسیٰ نے اپنے وعظ سے حاضرین کو مسرور کیا۔ آپکی تقریر نہایت ٹھیٹھ پنجابی میں تھی جس کا مضمون لم تقولون ما لا تفعلون تھا۔ آپ نے بیان کیا کہ جب تم آخرین منھم لما یلحقوا بھم کے مطابق صحابہ کرام کی جماعت ہو تو چاہیئے اعمال بھی ویسے ہی دکھاؤ۔ اسی جوش و خروش سے دینی خدمات میں لگ جاؤ۔ اور دوسروں کے لئے نمونہ بنو۔ اس زمانہ کے فسادات پر تفکر کرنے سے خود ایک مصلح کی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔ مخالفین کی مخالفت کی کچھ پروا نہیں۔ وہ ہمیں جاہل کہتے ہیں۔ ایسا ہی یہودیوں نے عبداللہ بن سلام کو پہلے بڑا عالم تسلیم کر لیا مگر جب معلوم ہوا کہ مسلمان ہو چکا ہے تو اسے جاہل بتلایا۔ اس کے بعد مولوی ابراہیم نے تقریر شروع کی۔ ایمان تین قسم ہے۔ زبانی اقرار منافقین کا ایمان۔ خاشعین کا ایمان۔ صحابہ کرام کی ابتدائی حالت۔ قالت الاعراب آمنا الایۃ والی تھی مگر اخیر میں مومنوں کا خطاب پایا قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون۔ بحث میں اصول کی پابندی ضروری ہے اور جبتک طالب حق نہ ہو کسی سے مناظرہ کرنا لغو ہے۔ آپنے ایک دو صرف ونحو کے مسئلے بھی بیان کئے جن سے ثبوت عصمت ملتا ہے۔ بعد ازاں حافظ محمد حسین صاحب ڈنگوی نے انگریزی حکومت پر فصاحت سے تقریر شروع کی اور اس زمانہ کو نوشیروانی زمانہ بلکہ اس سے بڑھکر ثابت کیا۔ مولوی عبداللہ مرحوم کی انواع دکتاب فتح کا قصہ بیان کیا کہ اورنگ زیب کے عہد میں جو ایک اسلامی حکومت تھی اسکی اشاعت روک دی گئی مگر اس عہد میں شائع ہوئی علاوہ ازیں ہر مذہب کو آزادی حاصل ہے۔ پھر اسی فوائد میں ایک اس انجمن احمدیہ کا نقشہ کھینچا۔ جو الاعراب (دیہاتی آدمی) اشد کفرا ونفاقا واجدر الا یعلموا حدود ما انزل اللہ کی ضرورت کے لحاظ سے بہت ضروری تھی اس کے بعد آدھ گھنٹے کے وقفہ سے مولانا مبارک علی صاحب نے خطبہ جمعہ شروع کیا جسکا مضمون تقویٰ تھا۔ آپنے من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ کا وعید سنا کر مبارکباد دی کہ تم امام الزمان کو تسلیم کر چکے ہو۔ اور اس ماننے کا ثمرہ اخوت کی روح بتایا جسکا ثبوت یہی قومی اجتماع تھا۔ مامور من اللہ کے آنے سے یہی فائدہ ہوتا ہے کہ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم۔ فاصبحتم بنعمتہ اخوانا

اصبحتم میں نکتہ بیان فرمایا کہ رات کی تاریکی گذر کر صبح اخوت چمک اٹھی۔ اور یہی اس امام کی صداقت کا نشان ہے پھر الناس باللباس کیطرف توجہ دلاتے ہوئے بتلایا کہ اللہ کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے لباس التقویٰ کی ضرورت ہے۔ پھر تقویٰ کی تعریف لیس البر ان تولوا وجوھکم الایۃ پڑھکر سنائی اور اسکی تفسیر کی۔ اور متنبہ کیا کہ دیکھو شیطان اس لباس کے اتار لینے کے درپے ہے ہوشیار رہو کہیں وہ تمہیں اس سے ننگا نہ کر دے۔ اسی ضمن میں وفات مسیح کا ذکر کیا اور خلفاء محمدیہ کے تا قیامت ہوتے رہنے کی دلیل دی اور شرم دلائی کہ جب موسیٰ علیہ السلام کی توریت (جسکی حفاظت کا وعدہ نہیں تھا) کی تعلیم کے لئے خلفاء تھے تو قرآن مجید کے لئے کیوں نہ ہوں جس کے لئے انا لہ لحافظون بھی فرمایا۔ بعد از نماز جمعہ نیاز مند اکمل کو ملک صاحب نے اغراض جلسہ کے لئے پیش کیا۔ میرا گلا ریزش و زکام کے باعث بالکل بیٹھ گیا تھا۔ چنانچہ دو چار آدمیوں تک بھی آواز نہیں پہنچ سکتی تھی مگر جب خدا تعالیٰ اپنے بندے سے کوئی خدمت لینی چاہیئے تو خود ہی توفیق بھی دیدیتا ہے تین سو آدمی سے زیادہ اس بات کا گواہ ہے کہ جب میں اپنے حسب حال آیت ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی پڑھی تو بہت کم لوگوں نے سنی مگر رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی الایۃ پڑھنے کے بعد آواز تقریباً بالکل درست ہو گئی جو خدا تعالیٰ کی ہستی اور میرے امام الزمان کی صداقت کا ایک نشان ہے لطف یہ کہ بعد از تقریر پھر آواز اسیطرح بیٹھ گئی۔ تقریر اس تمہید سے شروع کی گئی کہ انسان جب تک سادہ اور قدرتی غذا کھاتا تھا تو اس کے جسمانی قویٰ مضبوط اور عمر لمبی تھی مگر جب تک مرچ کے پر تکلف چسکے پڑے تو عمر گھٹتے گھٹتے چالیس برس رہ گئی۔ ایسا ہی روحانی غذا کو بھی قلبی مراض سے اسرائیلی روایات کا محتاج بنا دیا۔ چنانچہ عوام الناس محض قرآن اور قرآنی استدلال و مضامین سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے جبتک دو چار قصے نہ ہوں۔ مگر شکر ہے کہ ہماری جماعت اس کوئلے کھانے کے مرض سے صحت یاب ہو چکی ہے اور سادہ و قدرتی غذا سے لذت حاصل کرتی ہے۔ اس کے بعد بیان کیا کہ دنیا میں آنیکی ضرور کوئی غرض کوئی مقصد ہے پس اسے پورا کرنے اور فطرتی قویٰ کو کمال تک پہنچانے کے لئے جو ہدایت نامہ دیا گیا ہے اسکا

نام مذہب ہے۔ مذہب دنیا وما فیہا سے متمتع ہونیکا طرز عمل بتاتا ہے۔ اور دنیا پرستی سے بچنا سکھاتا ہے۔ دنیا کیا ہے۔ لعب ولہو، زینت وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد۔ سونے چاندی کے ڈھیر عمدہ عمدہ گھوڑے مویشی کھیتی مگر جب تک یہ سب کچھ دین کے لئے نہ ہو۔ اسی دنیا کو پانی سے تشبیہ دیگئی ہے۔ پھر جیسے اٹھارہ تشبیہیں معلوم ہوتی ہیں جو بیان کیگئی ہیں ازانجملہ ایک یہ کہ جیسے پانی سے نشیب وفراز یکساں ہو جاتا ہے ایسا ہی دولت سے عیوب ڈھکے جاتے ہیں۔ پانی اکثر مغرب کیطرف بہتا ہے دولت مغرب کیطرف جاری ہے پانی سے نجاست دور۔ اسی طرح مال کے صدقے سے گناہ کی نجاست دور۔ غرض جسوقت دنیا پرستی بڑھتی ہے تو خدا تعالیٰ ایک مامور بھیجتا ہے۔ جس کے صدق وکذب کے امتحان کے لئے **سات اصول** بیان کئے گئے۔ یہ اصول ایسے ہیں کہ جب تک انہیں تسلیم نہ کیا جائے کبھی کسی مامور کو نہیں مان سکتے اگر یہ اصول یاد ہوں تو کبھی کوئی اعتراض قلب میں خلجان نہیں کرتا ہرایک اصل کو قرآن مجید سے بیان کیا اور پھر ہرایک کی اگلے انبیاء بالخصوص نبی کریم صلعم کے حالات سے مثالیں دی گئیں۔ چونکہ یہ مضمون حاضرین کو بہت پسند ہوا اور سب نے استدعا کی کہ سب کچھ قلمبند کر کے چھپوا دینا چاہیئے اس لئے میں اسے عنقریب علیحدہ مضمون کی صورت میں پیش کرونگا۔ اس کے بعد کامیاب زندگی حاصل کرنے کے طریقے بیان کرنے تھے چونکہ "مفلحون" اور کامیاب زندگی والوں کے ایک ہی معنے ہیں اور غرض جلسہ بھی یہی تھی۔ اس لئے قرآن مجید کی تمام آیات جنمیں مفلحون کا ذکر ہے پڑھی گئیں اور سمجھایا گیا کہ بس اگر ہم مفلحون ہونا چاہتے ہیں تو چاہیئے کہ یہ اوصاف اپنے آپ میں پیدا کریں مقیم الصلوٰۃ ہونا جسمیں چار باتوں کا لحاظ ضروری ہے (۱) وقت کی نگہداشت (۲) وسوسوں پر غالب آنا (۳) یہ دیکھنا کہ نماز کا نتیجہ (تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر) ہم پر مرتب ہو رہا ہے یا نہیں (۴) لذت نہ آئے تو روحانی بیماری کا دور کرائیں۔ دوم چندہ دینا (زکوٰۃ) ما تنفقوا من خیر یوف الیکم پر ایمان ہو تو بیدریغ مالی امداد کریں۔ چنانچہ جب نہر پر مربع ملنے کا وعدہ ہوا تو زمینداروں نے اپنے زیور اور کوٹھے فروخت کر دیئے۔ بخل سے بچو کہ من یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون پھر ذوی القربیٰ۔ مساکین۔ ابن السبیل کا حق پہچاننا بھی مفلحون کے اوصاف میں داخل ہے

اس نے ساتھ ہی آیت وما آتیتم من ربًا کی تفسیر میں عرفی بھاجیوں اور تمبولوں کی مخالفت کی۔ میں نے شادی وموت کے موقع پر جو بدعتیں کیجاتی ہیں ان کے اسباب پر غور کی تو یہی معلوم ہوا کہ کچھ تو جھوٹی ناموری کا خیال ہے اور زیادہ تر تمبول ان سب کی جڑ ھ ہے جب کسی کو میں منع کرتا ہوں کہ یہ خلاف سنت بھاجیاں اور لغو حرکات کیوں ہو رہی ہیں تو وہ کہتے ہیں ہم نے اپنے روپے تمبول وصول کرنا ہے وہ کسی طرح کر لینے دیجئے۔ اور سب بدعات اسی برادری کی خوشنودی مزاج کے لئے ہوتی ہیں جس سے تمبول لینا ہوتا ہے۔ پس ضرور ہے کہ اس طریق ہی کو خیرباد کہدیں۔ جو روپیہ نہ ہوگا تو بدعات ہی نہ ہونگی۔ ہاں ضرورت شرعی کے لئے اپنے بھائی کو قرض حسنہ دینا ایک علیحدہ بات ہے مگر یہ ہرگز نہ ہو کہ آج دس روپیہ دیکر کل پندرہ روپیہ کے امیدوار رہیں۔ یہ تو ایک قسم ربا ہے۔ اس کے بعد وہ آیت پڑھی جسمیں مفلحون کی صفت اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کا سننا اور پھر اس پر عمل کرنا۔ سو پیا یان لانا۔ اور اسکی حمایت اور ہر طرح نصرت کرنا بیان کیگئی ہے۔ یہاں نہایت درد دل کے ساتھ حنفیوں کی ہر ایک اصولی غلطی کا ذکر کیا گیا کہ ایمان صرف اقرار باللسان وتصدیق بالقلب کا نام رکھا ہے اور عمل بالارکان کو شامل نہ کیا جس سے یہ فسق وفجور پھیلا اور بے نماز جو ہر گاؤں میں فیصدی نوے بلکہ پچانویں موجود ہیں۔ اپنے تئیں برابر کامل مسلمان خیال کر رہے ہیں؟ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صرف زبان سے پڑھ لینا موجب نجات سمجھ لیا گیا حالانکہ اس کے معنے تھے خدا کی خدائی محمد کی بادشاہی یعنی ہم آج سے خدا کے احکام پر چلیں گے اور محمدی شریعت کا جوا اپنے کندھوں پر رکھ لیں گے یعنی اس کے بعد دنیاوی رسوم شادی موت۔ ولادت میں ہماری اپنی خواہشات کا دخل نہ ہوگا بلکہ جیسا کہ خدا نے اپنے رسول کی معرفت حکم دیا ویسا ہی کریں گے مگر زبانی کلمہ پڑھنا اور اعمال میں کفار سے مشابہت پیدا کرنا۔ ان پر کالا مہر۔ فکر۔ چاول۔ مرنے پر سیاپا۔ چھ ماہی۔ برسی۔ شادی پر تماشے اور دیگر بدعات یہ کونسی مسلمانی ہے۔ دیکھو مشرکین کی نسبت فرمایا ان اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین اگر نماز پڑھیں اور چندہ دیں تو تمہارے بھائی۔ جب ان لوگوں کا یہ حال ہے تو پھر رشتے ناطے کیسے ہوں؟ اور مفلحون کی ایک یہ صفت بھی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے مخالف سے کوئی رشتہ نہیں رکھتے خواہ ان کے بھائی بیٹے اور قبیلے کے لوگ ہوں خدا کے رسول (امام الوقت) کی مخالفت اور اسکی دشمنی تم دیکھتے ہو پس خدا سے کہ احمدی کسی رشتے احمدیوں نہیں ہوں۔ پھر مفلحون کی یہ صفت بیان کیگئی کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون یعنی چاہیے کہ تم میں ایک انجمن ہو جو دین حق کیطرف بلائے وعظ ونصائح کرے۔ چنانچہ یہ انجمن قایم ہوئی کہ جس کے مقاصد الٰہی آیات کی ماتحت یہ ہیں (۱) آپسمیں اتحاد ومحبت وباہمی تعارف (۲) وعظ ونصائح (۳) مخالفین پر اتمام حجت (۴) رشتہ داریاں آپسمیں (۵) بہتری کی تجاویز۔ (۶) چندہ باقاعدہ دیں۔ مخالفین کے لئے عملی نمونہ بننا اور جمعہ اکٹھا پڑھنا۔ اخیر میں عرض کیا گیا کہ خدا نے تمہیں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بنایا مگر خدا سے کسی قوم کا رشتہ نہیں وہ تقویٰ وطہارت کو دیکھتا ہے۔ ایک قوم کو فضلتکم علی العٰلمین فرمایا پھر وہ ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ کی مصداق ہوئی۔ ایسا نہ ہو کہ ہم بھی ایسے ہو جائیں پس جہاں تک ہو سکے اسلام کے عملی نمونے بنیں اور لوگوں کو دکھائیں کہ مومن ایسے ہوتے ہیں۔ تقریر بہت لمبی تھی سوا دو گھنٹے میں جسقدر ہو سکا بیان کیا۔ میں اپنے تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے تحسین کے کلمات سے ناچیز کی عزت بڑھائی۔ نیازمند میں کوئی طاقت نہیں۔ یہ سب فضل الٰہی ہے۔ رات کو حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کا عام وعظ تھا جس سے ہمارا مقصود گاؤں کو تبلیغ کرنا ہی تھا آپ نے پہلے تو جماعت کو بدعات کو جماعت کی چھوڑنے کیطرف توجہ دلائی خصوصًا ان بھائیوں کو خطاب کیا جو حنفی سے احمدی ہوئے ہیں پھر دجال اور خر دجال کی کیفیت اصلیہ بیان کی اور امام مہدی کے بعض نشانات کا تذکرہ کرتے ہوئے جہاد کی مخالفت اور سچے مسلمان ہو جانیکی تردید کی۔ پھر حضرت صاحب کی قرآنی خدمات کا تذکرہ کیا کہ یہ علم کے مدعی اب تک جدک ضالًا کے معنے تجھے ای محمد گمراہ پایا کرتے آتے تھے اور مطلق نہ شرماتے پس یہ قرآن مجید کیا سمجھیں گے حافظ محمد حسین صاحب نے بھی ایک مختصر تقریر صداقت امام علیہ السلام پر کی۔ اور جلسکی کاروائی مولوی فضل الدین صاحب کے وعظ اور حافظ غلام محمد صاحب کے خوش الحان کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے پر بند ہوئے آئندہ جلسہ انشاء اللہ تعالیٰ ہونگ رسول میں بتاریخ ۲۰ ستمبر ۱۹۰۶ء ہو قرار پایا۔ خدا تعالیٰ ہماری سعی مشکور کرے۔ واللہ المستعان وانعد التکلان

محمد ظہورالدین۔ اکمل گوہگی ضلع گجرات

---

(۱) وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ بشارت احمد ولد بشیر احمد قوم شیخ ساکن امرتسر محلہ کٹڑہ منڈی کٹڑہ مہان سنگھ حال اسسٹنٹ سرجن شفاخانہ پنڈی گھیپ ضلع اٹک ہوں بقائمی حواس وثبات عقل بلا اکراہ واجبار غیری یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات کے بعد میری تمام ترکہ منقولہ وغیر منقولہ کا جو اس وقت موجود ہو دسواں حصہ برائے اشاعت اسلام وتبلیغ احکام قرآن وسنت مطابق سلسلہ عالیہ احمدیہ وقف ہوگا۔ اور اس میں میرے پس ماندگان اور ورثا کا کوئی حصہ یا دخل نہیں ہوگا۔ اور ترکہ انجمن احمدیہ قادیان کی تحویل میں رہے گا۔ جو حسب موقعہ برائے اعلاء کلمۃ الاسلام خرچ کرنی کی مجاز ہوگی۔ اپنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

اللھم ایدالاسلام والمسلمین بالامام الحکم العادل

تحریر ۲۲ جنوری ۱۹۰۶ء مطابق ۲۶ ذیقعد ۱۳۲۳ھ ہجری المقدس

گواہ شد

ملک محمد امین خان رئیس

العبد

بشارت احمد ولد بشیر احمد بقلم خود

گواہ شد

سردار نواب خان رئیس

خریداران الحکم توجہ کریں

سال رواں کا آخیر ہے۔ جن خریداران کے ذمہ الحکم کا بقایا ہے۔ وہ ارسال کرکے مشکور کریں اور اپنا حساب بیباق کریں مطبع کی طرف سے جن کے ذمہ بقایا ہے۔ وی پی جاری ہو رہے ہیں۔ وصول کرکے علاوہ حساب بیباق کرنیکے کارخانہ کو شکریہ کا موقع دیں۔ ہم ان احباب کا شکریہ کرتے ہیں۔ جنہوں نے وی پی مطبع کے وصول کئے ہیں۔ مینجر

ضرورت دعا

(۱) خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے۔ کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے اس عاجز کو ۲۷ ستمبر ۱۹۰۶ء کو فرزند عطا فرمایا ہے۔ چونکہ اس سے قبل عاجز کے کئی بچے فوت ہو چکے ہیں۔ اسلئے خاکسار بذریعہ الحکم برادران سلسلہ حقہ سے دعا کے لئے عرض کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مولود کو اپنے فضل وکرم سے زندگی عطا فرماوے۔ نیز اسے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا خادم بنا دے۔

خاکسار محمد منظور الٰہی احمدی سگنیلر انچارج ٹبھ شدہ

(۲) میاں عبدالمجید طالب علم شاہدرہ لکھتا ہے۔ کہ مجھے ایک سخت مشکل درپیش ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسکو حل کر دے۔

نکاح کی ضرورت ہے

(۱) میاں اکبر علی صاحب احمدی تاجر کتب ہوشیارپور اپنی جماعت میں نکاح کرنے کے خواہشمند ہیں خط وکتابت مندرجہ بالا پتہ پر ہو۔

(۲) میاں محمد عبدالمجید ولد مولوی خدا یار صاحب مرحوم ساکن تھینی تحصیل شرقپور ضلع لاہور لکھتا ہے کہ میری برادری کے کل لوگ بوجہ احمدی ہو جانے کے سخت مخالف ہیں۔ میں اپنی جماعت میں خواہ کسی قوم شریف سے ہو۔ نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ میری عمر بائیس ۲۲ سال ہے اور کچھ اراضی کا مالک ہوں نیز یہاں امام مسجد بھی ہوں۔ خط وکتابت متعلق نکاح مندرجہ بالا پتہ سے ہو۔

جنازہ غائب پڑھا جاوے

(۱) ملک کرم الٰہی صاحب بھیرہ تحریر کرتے ہیں کہ بی بی عائشہ مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو ۴ بجے دن کے فوت ہو گئی ہیں۔ مرحومہ جماعت احمدیہ میں داخل تھی۔ لہٰذا جماعت احمدیہ مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرماوے۔

(۲) شیخ نور احمد صاحب وکیل ایبٹ آباد ناظرین الحکم سے درخواست کرتے ہیں کہ میری والدہ صاحبہ جو حضرت اقدس کی بیعت میں تھیں انتقال ہو گیا ہے انکا جنازہ غائب پڑھا جاوے۔

۱۷ - اکتوبر ۱۹۰۶

مفرح عنبری
قیمت فی ڈبیہ
پانچ روپے

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماویں

وزن پانچ تولہ
خوراک ۲ ماشہ
محصول بذمہ خریدار

:: ہنرشناس کو دکھلا ہنر کہ خوبیٔ زر ✣ اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر ::

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہے کہ مجھ سا ہیچمدان ملک کے لائق اطبا کی نظر میں اس عزت سے دیکھا جائے جسکی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ہو اگر ممکن ہو تو قریباً محال ضرور ہے اور یہ محض خدا تعالے کا فضل ہے ✣ ورنہ من آنم کہ من دانم **مفرح عنبری** کو تیار کر کے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی۔ کہ یہ ایک بے نظیر لاجواب دوائی ہے کے ملک میں طبابت ہوئی ہے جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی جو تا حال اس غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہیں کر سکتیں اور نہیں کر سکتیں۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چاروں طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اسکے استعمال کرنے والے خود مجسم اشتہار بنکر اسکے موجد کی افزائی کیلئے کمربستہ ہوگئے۔ پبلک جلسوں میں جگہ بجگہ کے ذریعہ اس کا چرچہ ہونے لگا۔ تو الحمد للہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہوگا اس بات کے کہنے کی تو میں جرأت نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہوں کہ خدانخواستہ آپ میں سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں یہ جس حالت میں کہ خداوند کریم کی عنایت سے آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ سند یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر ممتاز ہیں۔ ہاں ساتھ ہی میں یہ بھی کہہ سکتا کہ آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے۔ خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطا طالیس۔ جالینوس بو علی سینا ہی کیوں نہ ہو ہر ایک عمدہ چیز کی ضرورت ہے اور ہر ایک متعصب سے پاک دل طبیب کو اس کی تلاش بھی رہتی ہے چنانچہ بزرگان ذیل کا نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام کئے اور میری عرض کو جگہ دی۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا اور مریضوں پر احسان کیا آئندہ کے لئے ایک اتحاد قایم ہوگیا۔ اور جو ذاتی فائدے ہیں۔ وہ علیحدہ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاء اللہ مفصل ذکر خیر کروں گا یہاں صرف **اسمائے گرامی** ان پاک دل ہمدردوں کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں۔

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج میڈیسنری نرسنگہ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمن صاحب پالون ضلع ملین۔
جناب ڈاکٹر محمد علی صاحب کھنڈرا (نیواز)
جناب ڈاکٹر عبد المجید خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ واتیک اسلم ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کمپنی ناگپور۔
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوداوری۔
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب پنشنر دہمتاری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حیدر حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کہنڈوہ۔
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان۔
جناب ڈاکٹر سر برام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد۔
جناب ڈاکٹر عبد اللہ خاں صاحب پورینہ بنگال۔
جناب ڈاکٹر عبد المجید خانصاحب ضلع رانچی۔
جناب ڈاکٹر ناداچرن سرکار چیرٹیبل ڈسپنسری راؤزن بنگال۔
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب فرسیی سی۔ ایم۔ ایس بیمگا ممالک متوسط۔
جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب میں ڈسپنسری ومیسہ ممالک متوسط۔
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط۔
جناب ڈاکٹر عبد الفتاح خانصاحب ایچ ایس ناگپور۔
جناب ڈاکٹر چھوٹو مل صاحب ہسپٹل اسسٹنٹ آردی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزاری باغ بنگال۔

جناب ڈاکٹر پنڈت ہری رام صاحب ویٹرنیری اسسٹنٹ ضلع ناگپور۔
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری۔ (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبد القادر صاحب وکٹوریہ میڈیکل ہال سلطانپور بنگال۔
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاؤں ممالک متوسط۔
جناب ڈاکٹر شیخ شبراتی صاحب ریاست کھیرا گڈھ ممالک متوسط۔
جناب ڈاکٹر غلام احمد صاحب ایچ۔ ایس۔ نواجی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب ہنو میڈیکل ہال مانڈے۔
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ ایس سیونی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خانصاحب سینئر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چانڈہ
جناب ڈاکٹر اے۔ ٹی۔ یوس صاحب ایچ ایس دہنو بیو بر ہما۔
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی کنگ افریقین رائفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر جمن صاحب فسٹ بریگیڈ سمالی لینڈ۔
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش چندر صاحب رانی ہاٹ ضلع چاٹگام۔
جناب حکیم محمود حسین خانصاحب ضلع ساگر۔
جناب حکیم سید سلطان حسین رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ۔
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلوی بنگلور۔
جناب حکیم خیر دین صاحب جویاں ریاست پٹیالہ۔
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص بالن پور۔
جناب حکیم محمد سلطان صاحب چنڈول ضلع کستنا۔

جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد۔
جناب حکیم محمد عزیز الرحمن صاحب ضلع باریسال۔
جناب حکیم عبد اللطیف صاحب ماندگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبد الکریم صاحب ضلع دیناپور
جناب حکیم عبد الرزاق صاحب ضلع دیناجپور۔
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھاپی ضلع پورینہ۔
جناب حکیم سید عبد الرحیم صاحب بلہاری۔ مدراس۔
جناب حکیم عبد الجلیل صاحب۔ لاہرپور ضلع سیتاپور۔
جناب حکیم امیر الحسن صاحب لکواڑہ ضلع پورینہ۔
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورینہ۔
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار لوہر گا۔
جناب حکیم رحیم بخش صاحب ہاٹک ڈولہ پورینہ۔
جناب حکیم محمد عبد المجید صاحب چھنگاؤں ضلع پورینہ۔
جناب حکیم عشرت علی خان صاحب عمرکھیہ ضلع باسم بنگال
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون۔
جناب حکیم سید عبد القیوم صاحب سکندر نگر مہن سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈے برہما۔
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے۔ دربھنگہ
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواجی پور۔

مطلب اہم بر سر

مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی زہریلی چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملایا جاتا اسلئے میں زور سے کہتا ہوں کہ آجکل کی قریباً کل مشتہرہ پیٹنٹ مقوی ادویات سے خواہ وہ یورپ کے کسی کونہ سے آئی ہوں یا ہندوستان کی کسی فرضی جنگل سے نکلی ہوں اسکے مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہیں کر سکتیں۔ اب میں اسے ختم کر کے بڑے شوق سے آپ کے آرڈر کا منتظر ہوں۔

بھائیوں کا خادم۔ حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور